Regd No P. 67

رجسٹرڈ نمبر پی ۶۷

اخبارِ احمدیہ

ربوہ ۱۸ جنوری (بوقت دس بجے صبح) سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق اخبار الفضل میں شائع شدہ اطلاع مظہر ہے کہ
"حضور کی عام طبیعت اللہ تعالےٰ کے فضل سے نسبتاً اچھی ہے"
احباب حضور ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے التزام سے دعائیں کرتے رہیں
قادیان - ۱۷ جنوری - محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب مع اہل و عیال بفضلہ تعالےٰ خیریت سے ہیں - الحمد للہ۔

قادیان ۱۷ جنوری - محترم حکیم خلیل احمد صاحب ناظر تعلیم و تربیت مورخہ ۱۵ جنوری کی رات ربوہ کے جلسہ سالانہ میں شمولیت اور کراچی میں اپنے بچوں سے ملاقات کے بعد واپس تشریف لے آئے۔ کراچی میں آپ اچانک نمونیہ بیمار ہو گئے تھے اور بیماری ہی کی حالت میں واپس آئے ہیں۔ اب پہلے کی نسبت آپ کی طبیعت بہتر ہے - احباب کامل شفایابی کیلئے دعا فرمائیں - اللہ تعالےٰ اپنا فضل فرمائے -

حبشہ کے شہنشاہ کو جماعتِ احمدیہ لائبیریا کی طرف سے تبلیغ اسلام

ترجمہ قرآن کریم انگریزی، تفسیر القرآن انگریزی اور دیگر اسلامی کتب کی پیشکش

از مکرم مولوی محمد صدیق صاحب امرتسری انچارج احمدیہ مشن لائبیریا

حکومت لائبیریا کی دعوت پر حبشہ کے شہنشاہ ہیل سلاسی اول مع اپنے وزیر اعظم - وزیر خارجہ اور شاہی خاندان کے بعض افراد کے تین یوم کے لئے State Visit پر لائبیریا تشریف لائے - ان کی آمد پر منروویا میں تین دن خوب گہما گہمی رہی - سارے شہر میں تقریباً ہر بازار کو دونوں ملکوں کے جھنڈوں اور دیگر رنگین کپڑوں وغیرہ سے آراستہ کیا گیا اور معزز مہمانوں کے اعزاز میں شاہانہ طور پر کئی ایک دعوتیں کی گئیں۔

اس موقعہ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے شہنشاہ کی آمد کے دوسرے دن ان کے ڈپٹی سی او ولائیرین افسران کی مدد سے وقت مقرر کر کے شہنشاہ سے اور انکے وزیر اعظم سے بیک وقت ملاقات کی گئی - اور زبانی طور پر اسلام اور احمدیت کے بارے میں معلومات مہیا کرنے کے علاوہ ان کی خدمت میں خوبصورت طور پر مخمل کے غلافوں مجلد ترجمہ قرآن کریم انگریزی، تفسیر کبیر انگریزی، اور اسلامی اصول کی فلاسفی انگریزی، لائف آف محمدؐ انگریزی، اور بعض مزید کتب جماعت احمدیہ لائبیریا کی طرف سے بطور تحفہ شہنشاہ اور ان کے وزیر اعظم کو پیش کیں جو کہ انہوں نے شکریہ کے ساتھ قبول کیں۔ اور تینوں مجلدات شاہ حبشہ نے اسی وقت کھول کر دیکھے۔ اور ہماری طرف سے پیشکردہ ایڈریس وصول کرنے کے بعد اسلام اور احمدیت کے متعلق گفتگو کی۔ آپ مختلف سوالات کرتے رہے جن کے مناسب جوابات دئے گئے۔

ان مقدس تحائف کے ساتھ انہیں جماعت احمدیہ کی طرف سے ایک ایڈریس بھی پیش کیا گیا۔ چونکہ وقت کافی نہیں تھا اس لئے ایڈریس کے صرف بعض اہم حصے ان کے سامنے پڑھنے کے بعد انہیں پیش کر دیا گیا۔ خاکسار کے عرض کرنے پر قرآن کریم کی تقدیس و احترام کے پیش نظر انہوں نے حاضرین سمیت کھڑے ہو کر دونوں ہاتھوں سے ان روحانی تحائف کو قبول کیا اور وعدہ کیا کہ وہ ان کے زیر مطالعہ رہیں گے۔ ایڈریس کا مختصر ترجمہ افادۂ احباب کے لئے درج ذیل کیا جاتا ہے:-

بخدمت اعلیحضرت شہنشاہ حبشہ ہیل سلاسی

ہم باادب آپ کی خدمت میں عرض کرتے ہیں کہ ہم اس ملک لائبیریا کی جماعت احمدیہ جو ایک عالمگیر مذہبی اور تبلیغی جماعت ہے اور جس کا موجودہ مرکز ربوہ پاکستان میں ہے کے نمائندے ہیں - جماعت احمدیہ ایک اسلامی جماعت ہے جس کا مقصد اسلام کی تبلیغ و اشاعت کے ذریعہ تمام بنی نوع انسان میں اتحاد و محبت اور خدا ترسی پیدا کرنا ہے

ہمیں آج عالیجاہ سے مل کر بڑی خوشی ہوئی ہے اور سب سے پہلے ہم آپ کے اس احسان کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں جو کہ آپ نے باوجود عدیم الفرصت ہونے کے اپنی ملاقات کا شرف عطا کر کے ہم پر کیا ہے ہم آپ کی اس ذرہ نوازی کو بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

اس کے بعد ہم سب سے پہلے بصد احترام آپ کے مغربی افریقہ کے اس تاریخی خیر سگالی دورے کے دوران میں یہاں تشریف لانے پر آپ کو مسلمانان لائبیریا کی طرف سے عموماً اور جماعت احمدیہ کی طرف سے خصوصی طور پر خوش آمدید کہتے ہوئے آپ کو اپنے اخلاص و عقیدت اور جذبات محبت و خیر سگالی کے پھول پیش کرتے ہیں۔ جہاں تک لائبیریا کا تعلق ہے ہمارے خیال میں اعلیحضرت کا یہ دورہ نہایت اہم تاریخی اور سیاسی حیثیت رکھتا ہے کیونکہ جہاں تک ہمیں علم ہے لائبیریا کی تاریخ میں یہ پہلا موقعہ ہے کہ دنیا کے ایک جلیل القدر اور عالیجاہ شہنشاہ نے اپنی تشریف آوری سے اس ملک کو نوازا ہے۔

آسمانی تحائف کی پیشکش

اب ہم اعلیحضرت سے اپنی ملاقات کے اصل مقصد کی طرف رجوع کرتے ہیں اور آپ کے یہاں تشریف لانے کی خوشی میں آپ کی خدمت میں تین مجلدات کی صورت میں اسلام کی مقدس روحانی کتاب قرآن کریم کا انگریزی ترجمہ و تفسیر اور حضرت بانی سلسلہ احمدیہ مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب "اسلامی اصول کی فلاسفی" ممبران جماعت احمدیہ لائبیریا کی طرف سے بطور تحفہ پیش کرنے کا شرف حاصل کرتے ہیں۔ اور ہم امید کرتے ہیں کہ یہ بیش بہا روحانی تحائف قدر کی نگاہ سے دیکھے جائیں گے۔ اور اعلیٰ حضرت کو وقتاً فوقتاً ان کے دلچسپی سے مطالعہ کے لئے فرصت ملتی رہے گی۔ ہم یقین اور وثوق سے عرض کرتے ہیں کہ یہ مقدس آسمانی تحفے یقیناً اعلیٰ حضرت عالیجاہ کی روحانی ترقی اور ذاتی بہبودی کے لئے نہایت مفید اور کارآمد ثابت ہوں گے۔ اور اسلام کے متعلق آپ کی معلومات میں گونہ اضافہ کرنے کا موجب ہوں گے۔ ہاں! وہی اسلام جو کہ آج براعظم افریقہ کا ایک اہم ترین اور محبوب و مرغوب مذہب ہے اور جس کے ہزاروں پیرو خود آنجناب کے ملک حبشہ میں بھی پائے جاتے ہیں۔

حبشہ سے مسلمانوں کا تاریخی تعلق

غالباً اعلیحضرت شہنشاہ معظم اس امر سے بخوبی واقف ہوں گے کہ آنجناب کے ملک حبشہ کے ساتھ تاریخی لحاظ سے اسلام اور مسلمانان عالم کا نہایت گہرا اور نہ ٹوٹنے والا تعلق ہے جو کہ اسلام کی تقریباً ۱۴۰۰ سو سالوں کی گذشتہ تاریخ میں مسلمانوں کو حبشہ کے باشندگان اور حکمرانوں سے خلوص و عقیدت رکھنے اور محبت و احترام کے جذبات ان کے دلوں میں رکھنے پر مجبور کرتا رہا ہے اور آج ہمارے دل بھی بطور مسلمان انہی جذبات سے معمور ہیں۔ جن کی وجہ سے ہم نے اعلیحضرت سے ملاقات کا شرف حاصل کرنا ضروری سمجھا ہے۔

(ملخصاً از روزنامہ الفضل ۱۴/۱/۶۱)

ملک صلاح الدین ایم اے پرنٹر و پبلشر نے رامآرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا

ہفت روزہ بدر قادیان ۱۹ جنوری ۱۹۶۱ء

ملکۂ برطانیہ ہندوستان کے دورہ پر

آزادیٔ ملک کے بعد اب تک بیرونی ممالک کے بیشتر حکمران خیرسگالی کے دورہ پر ہندوستان آ چکے ہیں۔ گذشتہ سال امریکہ کے صدر آئزن ہاور تشریف لائے تو اس سے پہلے سالوں میں روس کے وزیراعظم مسٹر خروشچیف۔ مصر کے صدر ناصر حبشہ کے شاہ ہیل سلاسی وغیرہم تشریف لائے ان سب مہمانوں کا ملک کی طرف سے شایانِ شان استقبال کیا گیا۔ اس سال کے ہمارے ملک کے ایسے غیرملکی معزز مہمانوں میں پہلے نمبر پر ملکۂ برطانیہ الزبتھ دوم ہیں جو چند روز میں یہاں پہنچ رہی ہیں

ایک وقت تھا جب انگریز وائسرائے اس ملک پر حکومت کرتے تھے اس وقت حکمران طبقہ کی اس ملک میں آمد و رفت بالکل اور نوعیت کی تھی ـــــ مگر اب جبکہ ہمارا ملک آزاد ہو چکا ہے اور اس کی آزادی پر ۱۳۔ تیرہ سال بھی گذر چکے ہیں اب ہندوستان کا نقشہ وہ نہیں رہا جو آزادی سے قبل تھا۔ اب برطانیہ کے شاہی خاندان کے کسی چھوٹے سے بڑے فرد کا اس ملک میں آنا اور ہی رنگ رکھتا ہے۔ بدلے ہوئے حالات کے ماتحت اب وہ اس ملک اور اس کے باشندوں کو اپنے زیرِحکومت اور ماتحت ہونے کی بجائے برابر کی پوزیشن سے دیکھیں گے بلکہ جس صورت میں کہ اس تیرہ سالہ زمانۂ آزادی میں ہمارا ملک ہمہ جہتی تعمیر و ترقی کے پروگرام میں کہیں آگے جا چکا ہے ان کی نگاہ اور ہی قسم کی ہوگی۔ اور شاید اسی لئے ملکۂ برطانیہ کی آمد پر دارالحکومت میں نسبتاً زیادہ تیاریاں کی جا رہی ہیں۔ اور اپنے برطانوی معزز مہمانوں کی طرف زیادہ توجہ دی جا رہی ہے

ہر ایسے مہمان جو کسی پہلو سے میزبان کا جانا پہچانا ہو اس کی آمد سے بعض پرانے واقعات و حالات تازہ ہو جایا کرتے ہیں۔ ایسی یاد ایک طبعی امر ہے چنانچہ برطانوی حکمرانوں کے ہندوستان آنے کے سلسلہ میں ایک پرانی یاد کے ذکر میں معاصر "پرتاپ" نے اپنی ایک حالیہ اشاعت میں لکھا ہے :۔

"انگلستان کی ملکہ الزبتھ ۲۱ جنوری کو بھارت آ رہی ہیں۔ اس سلسلہ میں میں ناظرینِ پرتاپ کو پچاس برس پیچھے لے جانا چاہتا ہوں جب کہ ملکہ کے دادا جارج پنجم اور ملکہ کی دادی ملکہ میری دہلی آئی ہوئی تھیں ۱۹۰۵ء میں ملک کی آزادی کی تحریک چل پڑی تھی بنگال اس تحریک میں پیش پیش تھا۔ انگریز سرکار نے اسے سزا دینے کے لئے بنگال کے دو ٹکڑے کر دئے۔ پوربی بنگال کے ساتھ اس نے آسام جوڑ کر اسے مسلمانوں کے حوالے کر دیا۔ وہاں اس وقت لیفٹیننٹ گورنر سر بمفیلڈ فلر نے کہا تھا کہ مسلمان ہماری چہیتی بیگم ہیں۔ بنگالیوں نے اس کے خلاف آندولن کیا اور کمال کر دکھایا......

...... گورنمنٹ نے فیصلہ کر لیا کہ بنگال کی تقسیم منسوخ کر دی جائے اس تنسیخ کا اعلان کرنے کے لئے شاہِ انگلستان کو ۱۹۱۱ء میں ہندوستان لایا گیا۔ دہلی میں ایک بڑا بھاری دربار لگا وہاں شاہ جارج نے منسوخی کا اعلان کیا...... اب اسی دہلی میں ان کی پوتی ـــــ ملکہ الزبتھ ایک معزز مہمان کے طور پر ہماری سرکار کی دعوت پر تشریف لا رہی ہیں"

(پرتاپ جالندھر ۱۵؍۱)

شاہ جارج پنجم کے جس دورہ کا معاصر نے ذکر کیا ہے ہمارے ملک کے ساتھ اس کا صرف سیاسی تعلق ہی نہیں بلکہ روحانی پہلو سے خدا تعالےٰ کے ایک عظیم الشان نشان کے اظہار کا ذریعہ بھی ہے۔ اور اسی نشان اور خدا تعالےٰ کی وسیع قدرتوں کا مختصر ذکر ہم کرنا چاہتے ہیں۔

حد درجہ الحاد و بیدینی کے اس زمانہ میں جب کہ روز بروز روحانی قدروں کی اہمیت و ضرورت لوگوں کے دلوں سے کم ہوتی جا رہی ہے اس سلسلہ کا آغاز مغربی اقوام کی ترقی اور اکناف عالم میں ان کے وسیع اثر و نفوذ کے ساتھ ہی ہوا۔ عین اس وقت روحانی قدروں کی حفاظت اور ان کی ضرورت و اہمیت کو نوعِ انسان پر واضح کرنے کے لئے ملکِ ہند میں پیدا ہونے والے ایک برگزیدہ بندے کو خدا تعالیٰ کی طرف سے سرزمین قادیان میں کھڑا کیا گیا۔ خدا تعالےٰ سے منہ موڑ چکی دنیا کو آپ نے اس کے آستانہ کی طرف بلایا اور اس سچے خدا کے ساتھ اپنا تعلق پیدا کرنے کی دعوت دی۔ زمین و آسمان کے مالک خدا نے آپ کی صداقت اور اپنی ہستی کے ثبوت کے لئے کئی نشان ظاہر کئے۔ خدا تعالیٰ سے اطلاع پا کر آپ نے کئی قسم کے واقعات کے ظہور پذیر ہونے سے قبل اطلاع دی۔ چنانچہ وقت آنے پر وہ سب کچھ وقوع میں آیا جس کی خبر قبل از وقت دی گئی تھی۔

جیسا کہ معاصر پرتاپ کے محولہ بالا نوٹ میں اشارہ کیا گیا ہے ۱۹۰۵ء میں انگریزی حکومت نے بنگال کی تقسیم کا فیصلہ کر دیا۔ برطانوی حکومت کو ملک ہند میں اس وقت جو مضبوطی اور استحکام حاصل تھا اور جس قسم کی قوت و سطوت کی وہ مالک تھی اس وقت کے حالات پر نگاہ کرتے ہوئے یہ کہنا کہ برطانوی حکومت اپنے اس حکم کو واپس لے لیگی اور بنگال کی تقسیم کو نہ صرف کالعدم کر دیا جائیگا بلکہ اہلِ بنگال کی دلجوئی کے سامان کئے جائیں گے ـــــ یہ بات قطعی طور پر ناممکن تھی ـــــ !! مگر وہ علیم و خبیر خدا جس کے سامنے پردۂ غیب میں مستور اشیاء بھی ایسی ہی حیثیت رکھتی ہیں جیسا کہ عالم مشاہدات کی چیزیں ـــــ اس عالم الغیب خدا نے اپنے پاک بندے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ التحیۃ والسلام کو مورخہ ۱۱ فروری ۱۹۰۶ء کو اپنے الہام کے ذریعہ سے خبر دی کہ :۔

"پہلے بنگالہ کی نسبت جو حکم جاری کیا گیا تھا اب ان کی دلجوئی ہوگی"

(اخبار بدر ۱۹ فروری ۱۹۰۶ء
بحوالہ تذکرہ صفحہ ۵۸۹)

چنانچہ ملکِ ہند میں ایسے واقعات رونما ہوئے کہ برطانیہ کی وہ زبردست حکومت جس کو اپنے استحکام اور مضبوطی پر ناز اور فخر تھا صرف چند سال گذرنے کے بعد اس بات پر مجبور ہوئی کہ اپنے سابقہ حکم کو واپس لے لے۔ یہ بھی نہیں کہ معمولی طور پر انگلستان ہی سے اعلان کر دیا بلکہ خدا تعالےٰ نے اپنی مخفی حکمتوں کے ماتحت ایسے سامان اور حالات پیدا کر دئے کہ ۱۹۱۱ء میں خود شاہِ انگلستان جارج پنجم کو اپنے سابقہ حکم کی منسوخی کا اعلان کرنے کے لئے ہندوستان آنا پڑا۔ اس طرح سے اہلِ بنگال کی دلجوئی کے سامان بھی ہو جائیں چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

اب ذرا اس وقت کے حالات کا پچاس سال قبل کے حالات سے مقابلہ کریں۔ شاہ جارج پنجم ۱۹۱۱ء میں جب ہندوستان آئے تو آپ کے آنے سے قبل بنگال کے دو حصے ہو چکے تھے۔ اور اب ـــــ جبکہ آنجہانی کی پوتی ملکہ الزبتھ ملکِ ہند میں آ رہی ہیں تو اس وقت بھی بنگال دو حصوں میں بٹا ہوا ہے بلکہ ہند و پاکستان کے ایک حالیہ معاہدہ کے رو سے مغربی بنگال کا بیرو باڑی کا علاقہ مشرقی بنگال میں شامل کیا جا چکا ہے اور اگرچہ اس وقت بھی تقسیم بنگال کی وجہ سے بنگالیوں نے اپنے غم و غصہ کا بڑا اظہار کیا مگر ۱۹۱۱ء اور ۱۹۶۱ء کے حالات میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ آج سے ۵۰ سال پہلے ہندوستان میں آنے والا برطانوی حکمران بنگالی باشندوں کی دلجوئی کے لئے آتا ہے اور اپنے ہی قلم سے اپنے سابقہ حکم پر خطِ تنسیخ کھینچنے کا اعلان کرتا ہے مگر ۵۰ سال بعد ہندوستان میں وارد ہونے والی برطانوی حکمران کو نہ تو تقسیم بنگالہ سے کچھ دلچسپی ہے اور نہ اس کو بنگالی باشندوں کی دلوں کا غم ہلکا کرنے سے کچھ سروکار ہے۔

دیکھئے واقعات کس قدر باہم ملتے جلتے ہیں مگر تاریخ کے لحاظ سے کس قدر مختلف ـــــ !! غور کیجئے اس کی وجہ کیا ہے۔ ممکن ہے یہ مادی دنیا اس کے لئے بہت سے سیاسی وجوہ و اسباب کی طرف اشارہ کرے مگر حقیقت یہ ہے کہ وہ خالق الاسباب اور وسیع قدرتوں کا مالک خدا ان سب اسباب و ذرائع کو اپنی قدرت نمائی کے لئے کام میں لایا ـــــ آج سے ۵۰ سال پہلے خدائے بزرگ و برتر نے چاہا کہ تقسیم بنگالہ کے باعث اہلِ بنگال کے لئے دلجوئی کے سامان کئے جائیں جس کی نسبت وہ قبل از وقت اپنے ایک برگزیدہ بندے کو اطلاع دے چکا تھا تو اپنی وسیع قدرتوں کو کام میں لاتے ہوئے ہزاروں ہزار میل دور سے شاہِ انگلستان کو ہند میں لے آیا۔ یہ ہے خدائے بزرگ و برتر کی وسیع قدرتوں کا اظہار۔ اور اپنی قدرتوں کے ساتھ اس کا روشن چہرہ دنیا پر ظاہر ہوتا ہے۔ اور اسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے

قدرت سے اپنی ذات کا دیتا ہے حق ثبوت
اس بے نشاں کی چہرہ نمائی یہی تو ہے
جس بات کو کہے کہ کرونگا میں یہ ضرور
ٹلتی نہیں وہ بات خدائی یہی تو ہے

ـــ ✣ ـــ

حضرت بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی رضی اللہ عنہ کی وفات پر

تعزیتی خطوط اور تاریں

حضرت بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی رضی اللہ عنہ کی وفات پر جماعت کے بہت سے احباب نے افسوس اور تعزیت کے خطوط اور تار بھجوائے ہیں۔ چونکہ ان سب کا فرداً فرداً جواب دینا مشکل ہے اس لئے اس اعلان کے ذریعہ میں تمام احباب کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ ان سب کو اظہار ہمدردی و خلوص کی جزائے خیر دے۔ آمین

خاکسار عبدالرحمٰن ناظرِ اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ قادیان

جماعتِ احمدیہ کے جلسہ سالانہ ربوہ ۱۹۶۰ء کے موقعہ پر

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا اختتامی خطاب

اسلام کی ترقی اور اشاعت میں سرگرمی کیساتھ حصہ لو اور اپنی زندگیوں کو زیادہ سے زیادہ خدمتِ دین کیلئے وقف کردو

فرمودہ ۲۸ دسمبر ۱۹۶۰ء بمقام ربوہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز چونکہ ناسازیٔ طبع کی وجہ سے ۲۸ دسمبر ۱۹۶۰ء کو جلسہ سالانہ (ربوہ) کی اختتامی تقریر کے لئے خود تشریف نہیں لا سکے تھے اس لئے حضور کی یہ تقریر حضور کی ہدایت کے ماتحت حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی کی صدارت میں مکرم مولانا جلال الدین صاحب شمس نے پڑھ کر سنائی۔ جسے تمام مجمع نے بڑی توجہ اور انہماک کے ساتھ سنا۔ حضور کی یہ تقریر صیغہ زود نویسی اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کا احسان ہے

کہ اس نے ہماری جماعت کے مردوں اور عورتوں کو پھر اس مقدس اجتماع میں شامل ہونے کی توفیق عطا فرمائی ہے جو اعلائے کلمۃ اللہ کی غرض سے ۱۸۹۱ء میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قائم فرمایا تھا۔ سب سے پہلا جلسہ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں ہوا اس میں صرف ۷۵ آدمی شریک ہوئے تھے اور آخری جلسہ جو ۱۹۰۷ء میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی میں ہوا اس میں سات سو افراد شریک ہوئے تھے لیکن اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمارے

جلسہ میں شامل ہونے والوں کی تعداد

ستر اسی ہزار تک پہنچ چکی ہے اور ہمیں یقین ہے کہ یہ تعداد انشاء اللہ بڑھتی چلی جائے گی اور قیامت تک اسلام اور احمدیت کا جھنڈا ہماری جماعت کے افراد کے ذریعہ دنیا کے تمام ملکوں میں بلند ہوتا رہے گا۔

یہ امر یاد رکھنا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ نے ہماری جماعت کے سپرد ایک بہت بڑا کام کیا ہے۔ ہم نے

ساری دنیا میں اسلام کی اشاعت

کرنی اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی تعلیم پھیلانی ہے۔ اور ہم نے ساری دنیا میں اور ہمیشہ کے لئے نیکی اور تقوےٰ کی روح کو قائم کرنا ہے۔ اور یہ کام بغیر ایک لمبی اور مستقل جدوجہد کے سرانجام نہیں دیا جا سکتا پس ضروری ہے کہ ہمارا ہر فرد اپنی ان ذمہ داریوں کو سمجھتے ہوئے جو خدا اور اس کے رسول کی طرف سے اس پر عاید ہیں ان سے عہدہ برآ ہونے کی کوشش کرے اور اپنے اوقات کو زیادہ سے زیادہ دین کی خدمت میں صرف کرے۔ تاکہ جب وہ خدا تعالیٰ کے سامنے حاضر ہو تو اس کا سر اپنی غفلتوں اور کوتاہیوں کی بناء پر ندامت اور شرمندگی سے نیچا نہ ہو بلکہ وہ فخر کے ساتھ کہہ سکے کہ میں نے اپنے اس فرض کو ادا کر دیا ہے جو مجھ پر اپنے رب کی طرف سے عاید کیا گیا تھا۔

ہم دیکھتے ہیں کہ صحابہ کرام اپنے فرائض کو ادا کرنے کا اپنے اندر اس قدر احساس رکھتے تھے کہ ایک دفعہ جب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے

عیسائیوں کے مقابلہ کے لئے

شام کی طرف اپنا لشکر روانہ فرمایا تو آپؐ نے فرمایا کہ میں زید بن حارثہؓ کو اس لشکر کا کمانڈر مقرر کرتا ہوں۔ لیکن اگر زیدؓ اس جنگ میں شہید ہو جائیں تو جعفرؓ بن ابی طالب کمانڈر ہوں گے۔ اور اگر جعفرؓ بھی شہید ہو جائیں تو عبد اللہؓ بن رواحہ کمانڈر ہوں گے۔ اور اگر عبد اللہؓ بن رواحہ بھی شہید ہو جائیں تو پھر مسلمان خود کسی کو منتخب کر کے اپنا افسر بنالیں۔ جب آپؐ یہ ہدایات دے رہے تھے تو اس وقت ایک یہودی بھی پاس بیٹھا آپؐ کی باتیں سن رہا تھا۔ آپ جب اپنی بات ختم کر چکے تو وہ یہودی وہاں سے اٹھا اور سیدھا حضرت زیدؓ کے پاس پہنچا اور ان سے کہنے لگا کہ اگر محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) سچے نبی ہیں تو تم اس جنگ سے کبھی زندہ واپس نہیں آؤ گے کیونکہ انہوں نے کہا ہے کہ اگر زید جنگ میں مارے جائیں تو جعفرؓ کو کمانڈر بنالینا۔ اور اگر جعفرؓ بھی مارے جائیں تو عبد اللہؓ بن رواحہ کو کمانڈر بنالینا اور اگر عبد اللہؓ بن رواحہ بھی مارے جائیں تو پھر کسی اور کو اپنا افسر بنالینا۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ تم تینوں مارے جاؤ گے۔ حضرت زیدؓ نے جواب دیا کہ ہم مارے جائیں یا زندہ رہیں محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بہرحال سچے نبی ہیں۔

آخر واقعہ بھی اسی طرح ہوا

کہ جب لڑائی ہوئی تو یہ تینوں صحابہؓ یکے بعد دیگرے شہید ہو گئے۔ حضرت عبد اللہؓ بن رواحہ کے متعلق ذکر آتا ہے کہ جب وہ کمانڈر مقرر ہوئے تو انہوں نے اسلامی جھنڈا اپنے ہاتھوں میں لے لیا۔ اس وقت میدانِ جنگ کی یہ حالت تھی کہ دشمن کی تعداد ایک لاکھ کے قریب تھی اور مسلمان صرف تین ہزار تھے جب عبد اللہؓ بن رواحہ دشمن کے مقابلہ کے لئے آگے بڑھے تو لڑتے لڑتے ان کا دایاں ہاتھ کٹ گیا۔ اس پر انہوں نے جھٹ اپنے دوسرے ہاتھ میں جھنڈے کو تھام لیا اور جب ان کا دوسرا ہاتھ بھی کٹ گیا تو انہوں نے جھنڈے کو اپنی رانوں میں دبا لیا۔ اس کے بعد کفار نے ان کی ایک ٹانگ بھی کاٹ دی۔ اس وقت چونکہ وہ مجبور تھے اور جسم کا کوئی حصہ ایسا نہ تھا جہاں جھنڈے کو وہ سنبھال سکیں یا پکڑ سکتے اس لئے انہوں نے زور سے آواز دی کہ اب میں جھنڈے کو سنبھال نہیں سکتا اس لئے دیکھنا

اسلام کا جھنڈا سرنگوں نہ ہونے پائے

یہ سن کر حضرت خالدؓ بن ولید آگے بڑھے اور انہوں نے جھنڈا اپنے ہاتھوں میں لے لیا۔ یہ لشکر ابھی مدینہ نہیں پہنچا تھا کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے الہام کے ذریعہ ان تمام واقعات کی خبر دے دی اور آپؐ نے صحابہؓ کو بتایا کہ جب اسلامی لشکر کفار کے مقابلہ میں کھڑا ہوا اور زیدؓ لڑتے لڑتے شہید ہو گئے تو زیدؓ کی جگہ جعفرؓ کو کمانڈر مقرر کیا گیا۔ اور جب جعفرؓ شہید ہو گئے تو عبد اللہؓ بن رواحہ کو مقرر کیا گیا۔ اور جب عبد اللہ بن رواحہ بھی شہید ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے مجھے بتایا کہ اب وہ جھنڈا سیف من سیوف اللہ یعنی حضرت خالدؓ بن ولید کے ہاتھ میں آ گیا ہے اور وہ اسلامی لشکر کو حفاظت کے ساتھ واپس لا رہے ہیں۔ اب دیکھو

حضرت عبد اللہؓ بن رواحہ کی قربانی کس قدر عظیم الشان تھی

عام طور پر کسی شخص کے پاؤں میں کانٹا چبھ جائے یا اس کی ایک انگلی پر بھی زخم آ جائے تو وہ بے چین ہو جاتا ہے مگر ان کا پہلے ایک بازو کٹ گیا تو انہوں نے اپنے دوسرے بازو میں جھنڈے کو پکڑ لیا اور جب دوسرا بازو بھی کٹ گیا تو اسے رانوں میں تھام لیا۔ اور جب ایک ٹانگ بھی کٹ گئی تو اس وقت انہوں نے آواز دی کہ دیکھنا اسلام کا جھنڈا سرنگوں نہ ہونے پائے۔ اس فدائیت اور جان نثاری کی کیا وجہ تھی؟ یہی وجہ تھی کہ وہ اپنے دلوں میں یہ یقین رکھتے تھے کہ

خدا نے ہمیں ایک عظیم الشان کام کے لئے پیدا کیا ہے۔

اور ہمارا فرض ہے کہ ہم اس کے لئے اپنی موت تک جدوجہد کرتے چلے جائیں۔ جب یہ یقین

اور ایمان کسی جماعت کے اندر پیدا ہو جائے تو وہ خدا تعالیٰ کے لئے ہر قسم کی مشکلات کو دلیرانہ برداشت کرنے کے لئے تیار ہو جاتی ہے اور پھر خدا تعالیٰ کی غیرت بھی یہ برداشت نہیں کر سکتی کہ وہ تو خدا تعالیٰ کے لئے اپنی جانیں قربان کریں اور خدا تعالیٰ ان کی تائید نہ کرے۔ کونٹ ٹالسٹائی جو روس کا مشہور مصنف گذرا ہے اس کے ایک دادا کے متعلق ذکر آتا ہے کہ وہ

شہنشاہِ روس کی ڈیوڑھی کا دربان تھا

ایک روز بادشاہ نے ملکی حالات پر غور کرنے کے لئے قلعہ کے دروازہ پر ٹالسٹائی کو کھڑا کیا اور کہا کہ آج خواہ کوئی شخص آئے اس کو اندر نہ آنے دیا جائے۔ کیونکہ آج میں ملک کے لئے ایک بہت بڑی سکیم سوچ رہا ہوں۔ ٹالسٹائی پہرے پر کھڑا ہو گیا اور بادشاہ ایک بالاخانہ پر بیٹھ کر سکیم سوچنے لگ گیا۔ ابھی تھوڑی ہی دیر ہی گذری تھی کہ بادشاہ کو شور کی آواز سنائی دی اور وہ ادھر متوجہ ہو گیا۔ واقعہ یہ ہوا کہ شاہی خاندان کا ایک شہزادہ کسی کام کے لئے بادشاہ سے ملنے گیا مگر دربان نے اسے اندر جانے سے روک دیا اور کہا کہ بادشاہ نے حکم دیا ہے کہ آج کوئی شخص اندر نہ آئے۔ دربان کا یہ کہنا تھا کہ شہزادہ طیش میں آ گیا۔ اور اس نے خیال کیا کہ ایک معمولی نوکر کی کیا حیثیت ہے کہ وہ اتنی گستاخی کرے اور مجھے اندر جانے سے روکے۔ اس نے کوڑا اٹھایا اور دربان کو مارنا شروع کر دیا۔ دربان بیچارہ سر جھکا کر مار کھاتا رہا۔ جب شہزادے نے سمجھا کہ اب اسے کافی سزا مل چکی ہے تو اس نے پھر اندر جانا چاہا مگر دربان پھر سامنے آ گیا اور کہنے لگا میں آپ کو اندر نہیں جانے دوں گا۔ شہزادے کو خیال آیا کہ شاید یہ دربان مجھے پہچان نہیں سکا۔ اس لئے اس نے دربان سے کہا تم جانتے ہو میں کون ہوں۔؟ دربان نے کہا ہاں میں جانتا ہوں آپ شاہی خاندان کے فلاں شہزادہ ہیں۔ یہ سن کر شہزادے کو اور غصہ آیا کہ باوجود جاننے کے کہ میں شہزادہ ہوں پھر بھی یہ مجھے روکنے کی جرأت کر رہا ہے چنانچہ اس نے پھر اسے مارنا شروع کیا۔ بادشاہ یہ سب کچھ دیکھ رہا تھا آخر بادشاہ نے زور سے آواز دی کہ

ٹالسٹائی ادھر آؤ!

یہ سن کر ٹالسٹائی بادشاہ کے پاس پہنچا اور اس کے پیچھے پیچھے شہزادہ بھی غصے سے بھرا ہوا بادشاہ کے پاس پہنچ گیا۔ اور جاتے ہی کہا اس نالائق نے آج مجھے اندر آنے سے روکا ہے۔ بادشاہ نے ٹالسٹائی سے پوچھا کیا تم نے شہزادے کو اندر آنے سے روکا تھا۔ اس نے جواب دیا ہاں حضور میں نے روکا تھا۔ بادشاہ نے کہا کیا تم جانتے تھے کہ یہ شہزادہ ہے؟ ٹالسٹائی نے کہا ہاں حضور مجھے اچھی طرح معلوم تھا کہ یہ شہزادہ ہیں بادشاہ نے کہا پھر تم نے اسے کیوں روکا؟ ٹالسٹائی نے کہا چونکہ حضور کا حکم تھا اس لئے میں نے انہیں اندر داخل نہیں ہونے دیا۔ اس کے بعد بادشاہ نے شہزادے سے پوچھا کہ کیا تم کو اس دربان نے بتایا تھا کہ یہ بادشاہ کا حکم ہے کہ کوئی شخص اندر نہ آئے؟ شہزادے نے کہا ہاں حضور بتایا تھا۔ یہ سن کر بادشاہ غصہ میں آ گیا۔ اور اس نے کہا ٹالسٹائی! یہ لو کوڑا اور اس شہزادے کو اتنے ہی کوڑے مارو جتنے اس نے تم کو مارے تھے۔ شہزادے نے کہا اے بادشاہ روس کے قانون کے مطابق یہ مجھے نہیں مار سکتا کیونکہ میں فوجی افسر ہوں۔ اور کوئی غیر فوجی، فوجی کو نہیں مار سکتا۔ بادشاہ نے کہا ٹالسٹائی میں تم کو بھی فوجی افسر بناتا ہوں۔ تم کوڑا لو اور اس کو سزا دو۔ شہزادے نے کہا روس کے قانون کے مطابق یہ اب بھی مجھے نہیں مار سکتا کیونکہ میں جرنیل ہوں اور یہ جرنیل نہیں۔ بادشاہ نے کہا ٹالسٹائی میں تم کو بھی جرنیل بناتا ہوں۔ شہزادے نے کہا بادشاہ قانونِ روس کے مطابق یہ اب بھی مجھے نہیں مار سکتا کیونکہ میں شاہی خاندان کا شہزادہ ہوں۔ بادشاہ نے کہا ٹالسٹائی میں تم کو بھی کونٹ بناتا ہوں تم اس کو سزا دو۔ چنانچہ اسی وقت ٹالسٹائی کونٹ ٹالسٹائی بن گیا اور بادشاہ نے اس کے ہاتھوں سے شہزادہ کو سزا دلوائی۔ اب دیکھو بادشاہ نے ٹالسٹائی کو ایک حکم دیا اور جب ٹالسٹائی نے اس کی بجا آوری کے لئے مار کھائی تو بادشاہ کی غیرت جوش میں آ گئی اور اس نے نہ صرف ٹالسٹائی کا بدلہ لیا بلکہ اسے ایک عام آدمی سے کونٹ بنا دیا۔ اسی طرح

جو لوگ خدا تعالیٰ کے لئے قربانیاں کرتے ہیں

اور اس کے احکام کی بجا آوری کے لئے ہر قسم کی تکالیف برداشت کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کے متعلق بھی اپنی غیرت کا اظہار کرتا ہے اور کہتا ہے اے غریبو! کمزورو! اور مفلسو! تم نے چونکہ میری خاطر ماریں کھائی ہیں اور میری خاطر صعوبتیں برداشت کی تھیں اس لئے اب میں تمہیں دنیا پر غلبہ دوں گا۔ اور تمہیں ان انعامات سے حصہ دوں گا جو تمہارے وہم اور گمان میں بھی نہیں آ سکتے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ اپنے اندر ایمان اور اخلاص پیدا کیا جائے۔ جب کسی جماعت کے قلوب میں حقیقی ایمان پیدا ہو جاتا ہے تو دنیا کی کوئی مخالفت ان کے مقابلہ میں نہیں ٹھہر سکتی۔ وہ بیشک دنیوی لحاظ سے کمزور ہوتے ہیں مگر انہیں آسمان سے ایک بہت بڑی طاقت عطا کی جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ انہیں ان کے روحانی مقاصد میں کامیاب کر دیتا ہے۔ ہماری جماعت کے افراد کو بھی یہ عہد کر لینا چاہیئے کہ خواہ ہم پر کتنی بڑی مشکلات آئیں اور خواہ ہمیں مالی اور جانی لحاظ سے کتنی بڑی قربانیاں کرنی پڑیں پھر بھی جو کام ہمارے آسمانی آقا نے ہمارے سپرد کیا ہے ہم اس کی بجا آوری میں کسی قسم کی کوتاہی نہیں کریں گے۔ اور خدائی امانت میں کوئی خیانت نہیں کریں گے۔ ہمارے سپرد اللہ تعالیٰ نے یہ کام کیا ہے کہ ہم اس کی بادشاہت کو دنیا میں قائم کریں اور یہ اتنا بڑا اعزاز ہے کہ اس کو سمجھتے ہوئے ہمارا فرض ہے کہ ہم خدا تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے اس سے عاجزانہ طور پر عرض کریں کہ اے ہمارے آقا! دنیا میں بڑے بڑے بادشاہ موجود تھے بڑے بڑے سیاستدان موجود تھے۔ بڑے بڑے مدبر موجود تھے بڑے بڑے نواب اور رؤسا موجود تھے۔ بڑے بڑے فلاسفر اور حکماء اور علماء موجود تھے۔ مگر تو نے ان سب کو نظر انداز کرتے ہوئے ہم غریبوں اور بیکسوں کو چنا اور اپنی بیش بہا امانت ہمارے سپرد کر دی۔ اے ہمارے آقا ہم تیرے اس احسان کو کبھی نہیں بھلا سکتے۔ اور تیری اس امانت میں کبھی خیانت نہیں کر سکتے۔ ہم تیری بادشاہت کو دنیا میں قائم کرنے کے لئے شہروں اور دیہاتوں میں پھریں گے۔ ہم تیرے نام کو بلند کرنے کے لئے دنیا کے کونے کونے میں جائیں گے۔ اور ہر دکھ اور ہر مصیبت کے مقابلہ میں سینہ سپر ہو کر کھڑے ہو جائیں گے۔ اگر ہم یہ عزم کر لیں اور دین کے لئے متواتر قربانیاں کرتے چلے جائیں تو یقیناً اللہ تعالیٰ ہمیں ضائع نہیں کرے گا۔ اور اسلام اور احمدیت کو دنیا میں غالب کر دے گا۔

اس میں کوئی شبہ نہیں

کہ ہم سخت کمزور اور ناطاقت ہیں مگر ہمارے خدا میں بہت بڑی طاقت ہے اور خدا تعالیٰ کی یہ سنت ہے کہ جب اس کے بندے اس کی راہ میں خوشی سے موت قبول کر لیتے ہیں تو خدا تعالیٰ انہیں

دائمی حیات

عطا کر دیتا ہے اور لوگوں کے قلوب ان کی قربانیوں کو دیکھ کر صاف ہونا شروع ہو جاتے ہیں گویا ان کا خون جماعت کی روئیدگی کے لئے کھاد کا کام دیتا ہے جس سے وہ بڑھتی اور ترقی کرتی ہے پس ہماری جماعت کے ہر بچے ہر نوجوان۔ ہر عورت اور ہر مرد کو یہ سمجھ لینا چاہیئے کہ ہمارے سپرد اللہ تعالیٰ نے اپنی بادشاہت کو دنیا میں قائم کرنے کا جو اہم کام کیا ہے اس سے بڑھ کر دنیا کی اور کوئی امانت نہیں ہو سکتی۔ ہم دیکھتے ہیں کہ بعض لوگ اپنے گھروں کی حفاظت کرتے ہوئے مارے جاتے ہیں بعض لوگ بھیڑوں بکریوں کے گلے کی حفاظت کرتے ہوئے مارے جاتے ہیں۔ بعض لوگ گورنمنٹ کے خزانہ کا پہرہ دیتے ہوئے مارے جاتے ہیں۔ اور بعض لوگ فوج میں بھرتی ہو کر اپنے ملک کی حفاظت کرتے ہوئے مارے جاتے ہیں۔ لیکن جو چیز اللہ تعالیٰ نے ہمارے سپرد کی ہے اس کے مقابلہ میں دنیا کی

بادشاہتیں بھی کوئی حقیقت نہیں رکھتیں۔ بلکہ ان کو اس سے اتنی بھی نسبت نہیں جتنی ایک معمولی کنکر کو ہیرے سے ہو سکتی ہے۔ پس اپنی ذمہ داریوں کو سمجھتے ہوئے اسلام اور احمدیت کی اشاعت میں سرگرمی سے حصہ لو۔ اور اس غرض کے لئے

زیادہ سے زیادہ نوجوانوں کو خدمتِ دین کیلئے وقف کرو

تاکہ ایک کے بعد دوسری نسل اور دوسری کے بعد تیسری نسل اس بوجھ کو اٹھاتی چلی جائے اور قیامت تک اسلام کا جھنڈا دنیا کے تمام جھنڈوں سے اونچا لہراتا رہے۔ اس عظیم الشان مقصد کی سرانجام دہی کے لئے ہی میں نے بیرونی ممالک کے لئے تحریکِ جدید اور اندرونِ ملک کے لئے صدر انجمن احمدیہ اور وقفِ جدید کے ادارے قائم کئے ہوئے ہیں دوستوں کو ان اداروں کے ساتھ پورا پورا تعاون کرنا چاہیئے۔ اور نوجوانوں کو سلسلہ کی خدمت کے لئے آگے آنے کی تحریک کرنی چاہیئے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ دنیا میں سادھو اور بھکاری تک بھی اپنے ساتھی تلاش کر لیتے ہیں پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ اگر تم اس عظیم الشان کام کے لئے دوسروں کو تحریک کرو تو تمہارا کوئی اثر نہ ہو۔ اس وقت اسلام کی کشتی بھنور میں ہے اور اسکو سلامتی کے ساتھ کنارے تک پہنچانا ہمارا کام ہے۔ اگر ہم اس کی اہمیت کو سمجھیں اور دوسروں کو بھی سمجھانے کی کوشش کریں تو ہزاروں نوجوان خدمتِ دین کے لئے آگے آ سکتے ہیں۔ ہمیں اس وقت

ہر قسم کے واقفین کی ضرورت ہے

ہمیں گریجوایٹوں کی بھی ضرورت ہے اور کم تعلیم والوں کی بھی ضرورت ہے۔ تاکہ ہم ہر طبقہ تک اسلام کی آواز پہنچا سکیں۔ اگر تم اپنی ذمہ داریوں کو اچھی طرح سمجھ لوگے تو یقیناً اس کشتی کو سلامتی کے ساتھ نکال کر لے جاؤ گے۔ اور اللہ تعالیٰ تمہیں ابدی حیات عطا فرمائے گا۔ تمہارے بعد بڑے بڑے فلاسفر پیدا ہوں گے بڑے بڑے علماء پیدا ہوں گے۔ بڑے بڑے صوفیاء پیدا ہوں گے۔ بڑے بڑے بادشاہ آئیں گے۔ مگر یاد رکھو خدا تعالیٰ نے جو شرف تمہیں عطا فرمایا ہے بعد میں آنے والوں کو وہ میسر نہیں آ سکتا۔ جیسے عالمِ اسلام میں بڑے بڑے بادشاہ گذرے ہیں مگر جو مرتبہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ایک چھوٹے سے چھوٹے صحابیؓ کو بھی ملا وہ ان بادشاہوں کو نصیب نہیں ہوا۔ ان بادشاہوں اور نوابوں کو بیشک دنیوی دولت ملی مگر اصل چیز تو صحابہؓ ہی کے حصہ میں آئی۔ باقی لوگوں کو تو صرف چھلکا ہی ملا یہ تقسیم بالکل ویسی ہی تھی جیسے

غزوۂ حنین کے بعد

جب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے مکّہ والوں میں اموالِ غنیمت تقسیم کئے تو ایک انصاری نوجوان نے یہ فقرہ بیوقوفی سے کہہ دیا کہ خون تو ہماری تلواروں سے ٹپک رہا ہے اور مالِ مکّہ والوں کو دے دیا گیا ہے۔ رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو اس کی اطلاع پہنچی تو آپؐ نے تمام انصار کو جمع کیا اور فرمایا اے انصار! مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم میں سے ایک نوجوان نے یہ کہا ہے کہ خون تو ہماری تلواروں سے ٹپک رہا ہے اور مالِ غنیمت محمد رسول اللہ (صلے اللہ علیہ وسلم) نے مکّہ والوں کو دے دیا ہے۔ انصار نہایت مخلص اور فدائی انسان تھے رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی یہ بات سن کر ان کی چیخیں نکل گئیں اور انہوں نے کہا یا رسول اللہ ہم ایسا نہیں کہتے ہم میں سے ایک بیوقوف نوجوان نے غلطی سے یہ بات کہہ دی ہے۔ رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے انصار! اگر تم چاہتے تو تم یہ بھی کہہ سکتے تھے کہ محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو خدا تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے فتح و کامرانی بخشی اور اسے عزت کے ساتھ اپنے وطن میں واپس لایا مگر جب جنگ ختم ہو گئی اور مکہ محمد رسول اللہ (صلے اللہ علیہ وسلم) کے قبضہ میں آ گیا تو مکہ والے تو بکریاں اور بھیڑیں ہانک کر اپنے گھروں میں لے گئے اور انصار خدا کے رسول کو اپنے گھر میں لے آئے۔

اسی طرح بیشک صحابہؓ کے بعد آنے والوں کو بڑی بڑی دولتیں ملیں حکومت پر انہیں قبضہ ملا مگر جو روحانی دولت صحابہؓ کے حصہ میں آئی وہ بعد میں آنے والوں کو نہیں ملی پس خدمتِ دین کے اس اہم موقعہ کو جو تمہیں صدیوں کے بعد نصیب ہوا ہے ضائع مت کرو۔ اور

اپنے گھروں کو خدا تعالیٰ کی برکتوں سے بھر لو

میں نے اپنی خلافت کے ابتدائی ایام میں جب کام شروع کیا تھا تو میرے ساتھ صرف چند ہی نوجوان رہ گئے تھے۔ اور وہ لوگ جو اپنے آپ کو قابل اور ہوشیار سمجھتے تھے سب لاہور چلے گئے تھے اور ہمارے متعلق خیال کرتے تھے کہ یہ کم علم اور ناتجربہ کار لوگ ہیں مگر اللہ تعالیٰ کی قدرت دیکھو کہ وہی لوگ جن کو وہ ناتجربہ کار سمجھتے تھے اللہ تعالیٰ نے انہی سے ایسا کام لیا کہ دیکھنے والے حیران رہ گئے۔ اس وقت میری عمر چھبیس سال تھی۔ میاں بشیر احمد صاحب کی عمر اکیس ساڑھے اکیس سال تھی۔ اسی طرح ہمارے سارے آدمی بیس اور تیس سال کے درمیان تھے۔ مگر ہم سب نے کوشش کی اور محنت سے کام کیا۔ تو خدا تعالیٰ کے فضل سے ہم نے جماعت کے کام کو سنبھال لیا۔ اسی طرح اب بھی

نوجوانوں کو چاہیئے

کہ وہ سلسلہ کی خدمت کا تہیہ کر لیں اور دنیوی تعلیم کے ساتھ ساتھ دینی تعلیم بھی حاصل کریں۔ اگر کسی نے صرف بی اے یا ایم اے کر لیا اور دینی تعلیم سے کورا رہا تو ہمیں اس کی دنیوی تعلیم کا کیا فائدہ ہو سکتا ہے۔ غیر مبائعین کے الگ ہونے کے بعد میرے ساتھ جتنے نوجوان رہ گئے تھے وہ کالجوں میں بھی پڑھتے تھے۔ مگر وقت نکال کر دینی تعلیم بھی حاصل کرتے تھے۔ چنانچہ چوہدری فتح محمد صاحب سیال اور صوفی غلام محمد صاحب اپنے پرائیویٹ اوقات میں دینی تعلیم بھی حاصل کرتے تھے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ انہوں نے ایم اے اور بی اے بھی کر لیا اور دینی تعلیم بھی مکمل کر لی۔ میں سمجھتا ہوں اگر اب بھی ہم پوری طرح اس طرف توجہ دیں تو چند سال کے بعد ہی ہمیں ایسے مخلص نوجوان ملنے شروع ہو جائیں گے جو انجمن اور تحریکِ جدید کے کاموں کو سنبھال سکیں گے۔ پس سلسلہ کی ضروریات اور

اپنی ذمہ داریوں کو سمجھنے کی کوشش کرو

اور اپنے حوصلوں کو بلند کرو۔ اگر انسان کسی کام کو شروع کرنے سے پہلے ہی اپنے حوصلہ کو گرا دے اور سمجھے کہ میں کچھ نہیں کر سکتا تو یہ اس کی غلطی ہوتی ہے۔ بیشک ایک انسان میں یہ طاقت نہیں کہ وہ دنیا کو ہلا سکے لیکن وہ ہلانے کا ارادہ تو کر سکتا ہے اگر تم اپنے حوصلوں کو بلند کرو گے اور سستی اور غفلت کو چھوڑ کر اپنے اندر چستی پیدا کرو گے تو تھوڑے عرصہ میں ہی تم میں سے کئی نوجوان ایسے نکلیں گے جو پہلوں کی جگہ لے سکیں گے۔ میں نے تحریکِ جدید میں نوجوانوں کو لگا کر دیکھا ہے وہ خدا تعالیٰ کے فضل سے بہت اچھا کام کر رہے ہیں۔ بلکہ شروع میں میں جن کے متعلق سمجھتا تھا کہ ممکن ہے وہ اس کام کے اہل ثابت نہ ہو سکیں انہوں نے بھی جب محنت کی تو اپنے کام کو سنبھال لیا اور اب وہ خوب کام کرتے ہیں اس کی وجہ یہی ہے کہ ان کے اندر عزم تھا اور انہوں نے یہ فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ ہر ممکن کوشش کے ساتھ دین کی خدمت کریں گے آئندہ بھی ہماری جماعت کے نوجوانوں کو اپنی زندگیاں وقف کرنے کی طرف توجہ کرنی چاہیئے کیونکہ ہمیں اب سلسلہ کی ضروریات کے لئے

بہت سے نئے آدمیوں کی ضرورت ہے۔

اور یہ ضرورت روز بروز بڑھتی چلی جا رہی ہے۔ اس وقت ہمیں ایسے نوجوان درکار ہیں جن کو ہم انگلستان۔ امریکہ اور دوسرے یورپین ممالک میں بھیج سکیں۔ اسی طرح افریقہ وغیرہ کے لئے ہمیں سینکڑوں آدمیوں کی ضرورت ہے اس کے بعد ان کی جگہ نئے آدمی بھیجنے اور انہیں واپس بلانے کے لئے ہمیں اور آدمیوں کی ضرورت ہوگی اور یہ سلسلہ اسی طرح ترقی کرتا چلا جائے گا۔ پس نوجوانوں کو چاہیئے کہ وہ

خدمتِ دین کے لئے آگے آئیں اور اپنے دوستوں اور ساتھیوں میں بھی وقف کی تحریک کو مضبوط کریں۔ ہمارے کاموں نے بہرحال بڑھنا ہے لیکن انہیں تکمیل تک اسی صورت میں پہنچایا جا سکتا ہے جب زیادہ سے زیادہ نوجوان خدمتِ دین کے لئے آگے آئیں۔

ان نصائح کے ساتھ میں اپنی تقریر کو ختم کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ اپنے فضل سے ہمارے کاموں میں برکت ڈالے اور وہ بوجھ جسے ہمارے کمزور اور ناتواں کندھے نہیں اٹھا سکتے اسے خود اٹھا لے اور ہمیں اپنی موت تک اسلام اور احمدیت کی خدمت کی توفیق عطا کرتا چلا جائے۔ ہم کمزور اور بے بس ہیں لیکن ہمارا خدا بڑا طاقتور ہے اس کے صرف کُن کہنے کی دیر ہوتی ہے کہ زمین و آسمان میں تغیرات پیدا ہونے شروع ہو جاتے ہیں اسلئے آؤ ہم اللہ تعالیٰ سے ہی دعا کریں کہ وہ ہم پر اپنا فضل نازل فرمائے ہمیں اپنی رضا اور محبت کی راہوں پر چلائے اور ہمارے مردوں اور عورتوں اور بچوں کو اس امر کی توفیق بخشے کہ وہ دین کی خدمت کے لئے زیادہ سے زیادہ قربانیوں سے کام لیں اور اپنے اعمال کا محاسبہ کرتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں منافقت سے بچائے ان کے ایمانوں کو مضبوط کرے۔ ان کے دلوں میں اپنا سچا عشق پیدا کرے اور انہیں دین کی بے لوث خدمت کی اس رنگ میں توفیق بخشے جس رنگ میں صحابہ رضؓ کو ملی اور اللہ تعالیٰ ان کی آئندہ نسلوں کو بھی دین کا سچا خادم اور اسلام کا بہادر سپاہی بنائے اور انہیں ہمیشہ دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

(آمین)

قادیان کا جلسہ سالانہ اور اس کی مقدس اور محبت بھری یاد

از مکرم خواجہ خورشید احمد صاحب سیالکوٹی واقفِ زندگی

میری اس سے بڑھ کر اور کیا خوش بختی ہو سکتی ہے کہ تقسیم برصغیر سے قبل میرے مولیٰ نے مجھ پر یہ احسان عظیم فرمایا کہ میں نے کم و بیش سات آٹھ برس کا عرصہ قادیان کی روحانی فضاؤں اور بزرگانِ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے قدموں میں گذارا ہے۔

اس زمانے کا تصور جب بھی میرے دل میں آتا ہے تو گذرے ہوئے مقدس دنوں کی یاد دل کو تڑپاتی ہے۔ اور فراقِ قادیان کے باعث میرے دل پر افسردگی کے بادل امڈ آتے ہیں اور دل سے یہی دعا نکلتی ہے کہ خدا کرے کہ ہمیں از سرِ نو بہار کے دن دیکھنے نصیب ہوں۔ عارضی طور پر نہیں بلکہ دائمی طور پر۔

گذشتہ دنوں جب کہ ۱۵ ردسمبر کی صبح کو لاہور سے دو صد احباب کا قافلہ قادیان دارالامان تشریف لے گیا تا کہ احباب وہاں پہنچ کر جلسہ سالانہ اور دیگر مقاماتِ مقدسہ کی برکات سے متمتع ہوں تو اس امر نے میرے دل کو تڑپایا اور میں اپنے تئیں عالم اور عالم میں پاکر عہد ماضی کے دلوں پر نظر ڈالنے لگا تو میرے سامنے وہ سب روحانی منظر یکجائی رنگ میں پھر گیا جیسے میری آنکھوں نے آج سے برسوں قبل دیکھا تھا۔

مجھے خوب یاد ہے کہ جب میں پہلی بار (۱۹۳۰ء میں) دیگر احباب کے ہمراہ سیالکوٹ سے عازمِ سفرِ قادیان ہوا تو دورانِ سفر کی ایک ایک گھڑی گذارنا میرے لئے حد درجہ مشکل امر ہو گیا۔ اشتیاقِ دیدِ قادیان کے باعث دل یہی چاہتا تھا کہ کاش ! اگر کر آن کی آن میں خدا تعالیٰ کے مقدس مسیح کی مبارک اور مقدس بستی قادیان میں پہنچ جاؤں۔ القصہ میں بذریعہ ریل امرتسر کی حدود سے گذر کر جب سرزمینِ گورداسپور میں داخل ہوا اس وقت میرے دل کی کیفیت کچھ عجیب سی تھی۔ میں سراپا اس خدا تعالیٰ کا شکر گذار تھا کہ جو مجھے قادیان کی زیارت سے مشرف ہونے کی توفیق بخش رہا تھا۔

گاڑی جب بٹالہ سے روانہ ہوئی تو احبابِ کرام نے بتلایا کہ یہاں سے اب قادیان گیارہ میل کے فاصلہ پر رہ گیا ہے۔ اس امر نے تو میرے دل میں اور بھی جذباتِ شوق پیدا کر دئے۔ اور میں اپنے دل میں انتہائی خوشی محسوس کرنے لگا۔ گاڑی نے بٹالہ سے آگے ابھی آٹھ نو میل کی مسافت ہی طے کی تھی کہ ہزاروں انسانوں کی نگاہیں منارۃ المسیح کی طرف اٹھنے لگیں۔ ہر کسی کی زبان سے "وہ دیکھو وہ دیکھو" کی صدائیں بلند ہو رہی تھیں۔ رات کا وقت تھا منارۃ المسیح پر لگے ہوئے بجلی کے قمقموں کی روشنی دور ہی سے احمدیت کے درخشندہ مستقبل کا تصویری رنگ میں پتہ دے رہی تھی۔ دو تین میل کا مزید سفر طے کرنے پائے تھے کہ قادیان کا اسٹیشن آ گیا۔ احمدیت کے ہزارہا پروانوں کی زبانوں سے "اللہ اکبر" "اسلام زندہ باد" "احمدیت زندہ باد" کے مقدس اور فلک بوس نعروں سے فضا گونج اٹھی۔ میں نے دیکھا کہ مسیحِ پاک کے معزز مہمانوں کا استقبال کرنے کی غرض سے بہت سے احمدی نوجوان اپنے کندھوں پر امتیازی نشان لگائے گیٹ کے قریب اور ریلوے روڈ کے مختلف مقامات پر اپنی ڈیوٹی پر کھڑے ہیں اور آنے والے معزز مہمانوں کو "السلام علیکم" اور "اھلاً و سھلاً و مرحبا" کے الفاظ میں ہدیہ تبریک پیش کر رہے ہیں۔ باہر سے تشریف لے جانے والے مہمانوں کے کانوں تک جوں جوں متذکرہ بالا پاکیزہ الفاظ پہنچتے ہیں وہ بھی نہایت عقیدت و محبت کے ساتھ ہدیہ تبریک کا نعم البدل ساتھ ساتھ پیش کرتے چلے جاتے ہیں۔ غرض ایک نہایت ہی ایمان افروز منظر تھا جو اس وقت دیکھنے میں آیا۔ اور جسے آج بھی ایک رنگ میں آنکھیں مشاہدہ کر رہی ہیں۔

اگلے دن جلسہ سالانہ کا آغاز ہونا تھا ہزاروں ہزار انسان عبادتِ الٰہی۔ ذکرِ الٰہی دعاؤں۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز و دیگر بزرگانِ کرام کی ملاقات سے مشرف ہونے اور کھانے وغیرہ ضروری امور سے فارغ ہو کر جلسہ گاہ کی طرف نہایت سرعت کے ساتھ تشریف لے جانے لگے۔ راستہ میں مختلف مقامات پر بعض پنجابی دوست خوش الحانی کے ساتھ حمدِ الٰہی۔ توصیفِ رسولؐ۔ مسیح موعودؑ کی مبارک آمد خلافتِ ثانیہ کی برکات وغیرہ کے متعلق منظوم قصے سنا رہے تھے۔ جلسہ گاہ میں پہنچ کر احباب نے نشستیں لے لیں۔ کسی نے زمین پر اور کسی نے گیلری پر۔ چند لمحات کے بعد یکدم فضا مختلف نعروں سے گونج اٹھی۔ ہر شخص کہہ رہا تھا "حضور تشریف لے آئے" سبحان اللہ کیا نورانی چہرہ تھا جو اس وقت دیکھا اور برسوں سے دیکھ رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے پیارے امام کو صحت و سلامتی کے ساتھ درازیٔ عمر بخشے۔

حضور کے ارشاد پر حضرت صوفی غلام محمد صاحب رضؓ نے تلاوت قرآن کریم فرمائی آپ کی آواز نہایت دلکش اور مسحور کن تھی۔ اس کے بعد نعرہ ہائے تکبیر کے درمیان حضور تقریر کے لئے کھڑے ہوئے حضور نے تشہد۔ تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد افتتاحی تقریر فرمائی جس کا خلاصہ یہ تھا کہ احمدیت کا قیام ساری دنیا میں اللہ تعالیٰ اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی روحانی بادشاہت دنیا میں قائم کرنے کیلئے عمل میں آیا ہے۔ پر معارف تقریر کے بعد حضور واپس تشریف لے گئے۔ دوران جلسہ میں نماز ظہر و عصر جمع کر کے پڑھی گئیں۔ اور پھر شام تک تقریری پروگرام جاری رہا۔ جلسہ سے فارغ ہو کر احباب اپنی قیامگاہوں کو چلے گئے۔ اور ذرا آرام کے بعد مسجد مبارک، مسجد اقصیٰ اور محلہ کی دوسری مساجد میں مغرب و عشاء کی نمازیں پڑھ کر کھانا کھایا اور جن جماعتوں کی باری ملاقات کی تھی وہ قصرِ خلافت میں پہنچ گئیں اور حضور انور کی ملاقات سے مشرف ہوئیں۔ ہر ملاقاتی باہر نکلتے وقت یوں مسرور تھا کہ جسے گویا بے بہا مال مل گیا ہے اور ہر شخص روحانی کیف میں مگن ہوتا۔ ناچیز راقم کو بھی حضور کی ملاقات کا شرف حاصل ہوا میں اپنی اس وقت کی خوشی اور مسرت کو الفاظ میں بیان نہیں کر سکتا۔ دوسرے دن جلسہ کے پہلے اجلاس میں علمائے سلسلہ نے ایمان افروز اور روح پرور لیکچر دئے۔ نماز ظہر و عصر جمع کر کے پڑھنے کے بعد حضور انور نے نعرہ ہائے تکبیر کے درمیان کھڑے ہو کر احمدیت اور خلافت کے پروانوں سے خطاب فرمایا جو بے حد بصیرت افروز تھا سامعین ہمہ تن گوش تھے حضور کی یہ حقائق و معارف سے پُر تقریر کئی گھنٹے جاری رہی۔ یوں معلوم ہوتا تھا کہ جلسہ گاہ میں ملائکۃ اللہ کا نزول ہو رہا ہے حضور نے اپنی زبان فیض ترجمان سے قرآن کریم کے ایسے ایسے معارف بیان فرمائے کہ بجز ربانی انسانوں کے دیگر لوگوں کی زبان پر جاری نہیں ہو سکتے۔ جلسہ کے تیسرے روز حسبِ دستور پہلے اجلاس میں سلسلہ کے نامور اور جید علماء نے تقریریں فرمائیں اور آخری اجلاس میں حضور نے لیکچر دیا۔ جو غروبِ آفتاب تک جاری رہا۔ حضور کا یہ لیکچر اپنے اندر ظاہری اور باطنی علوم لئے ہوئے تھا اور معارفِ آسمانی کا ایک سمندر تھا جس میں غوطہ زن ہونے والے انسان بیش قیمت جواہرات نکال رہے تھے۔

غرض ہم نے جلسہ کے بابرکت ایام میں خدائی نشانوں کو اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کیا خوش نصیب اور مبارک ہیں وہ لوگ جنہیں آج دیارِ حبیب میں رہنے کی سعادت حاصل ہو رہی ہے ان لوگوں پر احمدی دنیا کو بجا طور پر ناز ہے اور آنے والی نسلیں درویشانِ قادیان کی قربانیوں کو فخر سے یاد کریں گی (ان شاء اللہ)

اے ہمارے پیارے خدا تو ان سب کو اپنی رحمتوں اور برکتوں سے نواز۔ اور ہم سب کو ان کے نقشِ قدم پر چل کر اسلام اور احمدیت کے لئے قربانیاں کرنے کی توفیق عطا فرما۔ جس کے نتیجہ میں دنیا میں ایک

قادیان میں احمدی خواتین کا جلسہ سالانہ

منعقدہ مورخہ ۱۷ دسمبر ۱۹۷۶ء بروز ہفتہ

مرتبہ محترمہ معراج سلطانہ صاحبہ جنرل سیکرٹری لجنہ اماء اللہ مرکزیہ قادیان

قادیان میں جماعت احمدیہ کا انہترواں جلسہ سالانہ بتاریخ ۱۶-۱۷-۱۸ دسمبر ۱۹۷۶ء منعقد ہوا۔ جلسہ کے پہلے اور تیسرے روز مردانہ جلسہ گاہ سے سارا پروگرام بذریعہ لاؤڈ اسپیکر زنانہ جلسہ گاہ میں سنایا جاتا رہا۔ البتہ جلسہ سالانہ کے درمیانی دن یعنی مورخہ ۱۷ دسمبر کو جماعت احمدیہ کی خواتین کا علیحدہ جلسہ منعقد ہوا۔ اس جلسہ کی رپورٹ ذیل میں درج کی جا رہی ہے۔ حسبِ دستورِ سابق امسال بھی خواتین کے لئے جلسہ گاہ مکرم مولوی عبدالمغنی صاحب مرحوم کی کوٹھی کے وسیع صحن میں پردہ کی خاص رعایت سے تیار کیا گیا تھا۔ اور اسی میں ۱۷ دسمبر کو یہ جلسہ منعقد ہوا۔

پہلا اجلاس

مورخہ ۱۷ دسمبر ۱۹۷۶ء کو ٹھیک دس بجے صبح زیرِ صدارت محترمہ بیگم صاحبہ سید فضل احمد صاحب آف گیا (بہار) تلاوتِ قرآن کریم سے شروع ہوا۔ عزیزہ امۃ القیوم نے نظم پڑھی۔ پہلی تقریر عزیزہ قدسیہ بیگم نے بعنوان "حقوق اللہ اور حقوق العباد" کی۔ متعدد آیات کے حوالہ سے بتایا کہ جو شخص بھی احکام اسلام نماز۔ روزہ۔ حج وغیرہ کو بجا نہیں لاتا وہ اپنا ہی نقصان کرتا ہے۔ اس طرح وہ گویا اپنی عبودیت کا اظہار نہیں کرتا۔ خدا تعالےٰ کی عبادت کے علاوہ ایک انسان کو حقوق العباد کی ادائیگی کی طرف بھی توجہ کرنی چاہیئے کیونکہ دوسرے انسان بھی خدا تعالےٰ کے ہی بندے ہیں۔ اور خدا تعالےٰ کے بندے خواہ وہ گورے ہوں یا کالے۔ عجمی ہوں یا عربی۔ سب کے ساتھ ہمدردی اور حسنِ سلوک ہمارا فرض ہے۔ پس جو حقوق العباد ادا نہیں کرتا وہ درحقیقت سچا مسلمان نہیں۔

دوسرے نمبر پر عزیزہ فیروزہ بیگم نے "مسلم خواتین کے کارنامے" کے عنوان پر تقریر کی۔ عزیزہ نے بتایا جہاں مسلم مردوں نے خدمتِ اسلام و انسانیت کے لئے کارہائے نمایاں انجام دئے ہیں وہاں عورتوں نے بھی اشاعتِ اسلام اور اسلام کیلئے دوسری قربانیوں میں قدم قدم پر ان کا ہاتھ بٹایا۔ سب سے پہلے تو حضرت خدیجۃ الکبریٰ نے دنیا کا سب کچھ قربان کر کے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا ساتھ دیا۔ پھر حضرت سمیّہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے مقام سے بھی ہم ناواقف نہیں ہیں۔ علاوہ علمی قابلیت کے مسلم خواتین نے جنگوں میں بھی حصہ لیا۔ حضرت امّ عمارہ رضی اللہ عنہا نے جنگِ بدر میں کئی زخم کھائے لیکن دشمنوں کے سامنے سینہ سپر رہیں۔ عزیزہ فیروزہ بیگم نے چند ایک مزید مثالیں پیش کرتے ہوئے اپنی تقریر کو یوں ختم کیا کہ ہر اہم مقام میں ہم ان کے جوشِ ایمان کا مشاہدہ کرتے ہیں۔ زمانہ حاضرہ میں اگر کسی نے ان کے قدم پر قدم رکھا تو وہ ہیں احمدی مستورات۔ خدا تعالےٰ ہمیں اسلام کی خاطر بڑھ چڑھ کر قربانیوں کی توفیق دے آمین۔

بعد ازاں استانی خورشید بیگم صاحبہ نے "حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم اور ہماری ذمہ داریاں" کے عنوان پر تقریر کی۔ آپ نے پہلے حضرت مسیح موعودؑ کی آمد کی غرض بیان کرتے ہوئے کہا کہ آپ کی بعثت کی غرض احیاءِ اسلام تھی۔ آپ نے قرآن کریم کو تمام کتب پر مقدم رکھنے اور سنتِ رسول اللہ و حدیثِ نبوی پر عمل کرنے کی تعلیم دی اور دین کو دنیا پر مقدم کرنے کی تلقین فرمائی۔ اس سلسلہ میں ہماری سب سے پہلی ذمہ داری یہ ہے کہ ہم نماز کو قائم کریں۔ اور اپنے بچوں کو بچپن سے ہی اس کی حقیقت اور اہمیت کا احساس دلائیں۔ کیونکہ وہ دین جس میں نماز نہیں وہ دین نہیں۔ نماز تقوےٰ پیدا کرتی ہے۔ اور تقوےٰ خدا تعالےٰ سے ملنے کا ذریعہ ہے۔ دوسری ذمہ داری جو ہم پر عاید ہوتی ہے وہ ہے مشرکانہ رسوم اور خیالات کا قلع قمع۔ کیونکہ شرک سب سے بڑا گناہ ہے۔ اگر ہم صحیح معنوں میں احمدی کہلانے کے خواہشمند ہیں تو ہمارا فرض ہے کہ ہم متقی اور پرہیزگار بنیں۔

اس کے بعد رشیدہ صاحبہ نے نظم "اے قادیاں دارالاماں اونچا رہے تیرا نشاں" پڑھی۔ اس کے بعد صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ بھارت محترمہ سیدہ امۃ القدوس بیگم صاحبہ نے اظہارِ تشکر کے بعد جلسہ سالانہ کی غرض و غایت پر روشنی ڈالی۔ آپ نے فرمایا یہ موقعہ ذکرِ الٰہی اور دعاؤں میں صرف کرنے کا ہے کوئی قوم اپنے مقصد کو سامنے رکھے بغیر ترقی نہیں کر سکتی پھر مردوں کے ساتھ اگر عورتیں بھی اپنے فرض کو پہچانیں تبھی ترقی حاصل ہو سکتی ہے۔ نیز عورت پر مرد سے بھی زیادہ ذمہ داری عاید ہوتی ہے کیونکہ اس پر بچوں کی تربیت کی اہم ذمہ داری ڈالی گئی ہے جن پر آئندہ قوم کی ترقی اور بہبودی کا انحصار ہے۔ پھر احمدی مستورات نے دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کا جو عہد کیا ہے اس کی وجہ سے یہ ذمہ داری اور بھی بڑھ جاتی ہے۔ لجنہ کا قیام ہی اسی مقصد کے ماتحت ہوا تھا لہٰذا ہمارا فرض ہے کہ ہم ہر جگہ اور ہر حال میں لجنہ قائم کریں۔ اور اس تنظیم کو مکمل اور مستحکم کرنے کے لئے ہمیں آنحضرت صلعم کے اسوۂ حسنہ پر چلنا چاہیئے۔ یعنی پانچ ارکانِ اسلام کا باقاعدہ ادا کرنا۔ نہ صرف اللہ تعالےٰ کے حقوق ادا کرنا بلکہ جو حقوق مخلوق سے متعلق ہوں ان کی ادائیگی کا بھی پورا اہتمام کرنا۔ بندوں کے متعلق حقوق دو قسم کے ہیں۔ حقوقِ ظاہری یعنی آپس کے تعلقات وغیرہ۔ دوسرے روحانی یعنی اپنے ساتھیوں کی صراطِ مستقیم کی طرف رہنمائی۔ بعض اہم احکامِ اسلامی کے بجا لانے کی طرف توجہ دلاتے ہوئے سیدہ محترمہ نے فرمایا مثلاً پردہ کا حکم ہے۔ پردہ ترقی میں ہرگز حارج نہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام جو احیائے اسلام کے لئے آئے تھے آپؑ نے بھی پردہ کی رعایت کی تاکید فرمائی ہے۔ نیز بچوں کی تربیت ہے یہ عورت کی اہم ذمہ داری ہے۔ اگر ہم صحابیات کے نقشِ قدم پر چلیں تو کوئی وجہ نہیں کہ آج بھی ویسے دلیر، بہادر اور اسلام کی خاطر جان دینے والے مجاہد پیدا نہ ہوں۔ حقیقت میں تربیتِ اولاد ہی عورتوں کا جہاد ہے۔ پس اسی کی بجا آوری کے لئے تمام بہنوں کو ہمیشہ کوشاں رہنا چاہیئے۔

اس کے بعد محترمہ مس شاہنواز صاحبہ نے احساسِ کمتری پر ماہرینِ علم نفسیات کے خیالات بیان کئے آپ نے بتایا کہ احساسِ کمتری ایک ذہنی بیماری ہے اس سے زندگی مشکل ہو جاتی ہے۔ اور کوئی کام بھی نہیں ہو سکتا۔ اس کے متعلق آپ نے چار قابلِ ذکر باتوں پر روشنی ڈالی یہ کہ اس کی وجوہات کیا ہیں اس کی علامات کیا ہیں۔ اس سے نجات حاصل کرنے کے لئے انسان کیا کچھ کرتا ہے اور اس کا اصل علاج کیا ہے

اگر شروع میں مائیں بچوں کا حد سے زیادہ خیال رکھیں تو ایسے بچے بڑے ہو کر بھی ہمیشہ کسی کا سہارا ڈھونڈیں گے۔ اسی طرح اگر بچوں کی بالکل پرواہ نہ کی جائے تو بھی وہ اپنے آپ کو کمتر محسوس کریں گے۔ صحیح رویہ ہی ان کو خود اعتماد بنا سکتا ہے

احساسِ کمتری بعض قدرتی نقائص کی وجہ سے بھی پیدا ہوتا ہے اور قدرتی نقائص علاج کی صورت میں ہی رفع ہو سکتے ہیں۔ غربت و جہالت اور پیچ حسب و نسب بھی اس کے وجوہ ہوتے ہیں۔ اس کی علامات کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے کہا احساسِ کمتری کا شکار انسان بے حد بزدل ہوگا ہمیشہ اپنے آپ کو کوستا رہے گا۔ وہ خود بھی ناخوش رہے گا اور دوسروں کو بھی خوش نہیں ہونے دیگا۔ یا پھر بہت زیادہ بولے گا۔ اس کمتری کو چھپانے کے لئے وہ اپنی برتری ظاہر کرے گا وہ نکتہ چین ہوگا۔ عجیب عجیب حرکتیں کرے گا جن سے وہ اپنی برتری کا اظہار کر سکے۔ اس کے علاج کے لئے ماہرینِ نفسیات نے بتایا ہے کہ ذہن کے تین پردے ہوتے ہیں۔ سب سے نچلا لاشعور کہلاتا ہے۔ کچھ باتیں لاشعور میں جا کر یہ نقص پیدا کرتی ہیں۔ ماہرینِ نفسیات کا کام یہ ہے کہ وہ اس پردہ کو کھول کر صاف کریں تا صاف کرنے سے یہ بیماری دور ہو جائے۔ یہ تو ایک ایسا علاج ہے جو ماہرین ہی کر سکتے ہیں۔ ہمارا فرض یہ ہے کہ ہم شروع ہی سے بچوں میں ایسا احساس پیدا نہ ہونے دیں کہ وہ اپنے آپ کو دوسروں سے کمتر سمجھیں۔

اس کے بعد حمیدہ صابرہ صاحبہ نے ایک بچی کی تقریر میں بیان کردہ ایک شعر ؎

درد دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو
ورنہ طاعت کیلئے کچھ کم نہ تھے کرّوبیاں

کا حوالہ دیتے ہوئے بتایا کہ یہی دردِ ہماری غذا ہے اور جب یہ غذا ہمارے جسموں کے اندر سرایت کرتی ہے تو اس سے ہماری روحانی نشو و نما ہوتی ہے۔ یہ ہمارے رگ و ریشے میں سرایت کر کے ہمارے جذبات کو ابھارتی ہے اور پھر یہ حقیر انسان نہ صرف باخدا انسان بلکہ خدا نما انسان بن جاتا ہے۔ اور یہی دردِ دل اسے واصل باللہ کر دیتا ہے اور پھر انسان عینی طور پر خدا تعالےٰ کو دیکھ لیتا ہے۔ اس کی نصرت و تائید اس کے شاملِ حال ہو جاتی ہے اور وہ خود دردِ دل کی دوا بن جاتا ہے۔ تقریر جاری رکھتے ہوئے آپ نے اپنے قادیان آنے کے موقعہ پر مختلف مشکلات کا ذکر کیا کہ کن مایوس کن حالات میں آخر کار خدا تعالےٰ کی تائید سے آپ کا یہ سفر ممکن ہو سکا ؎

کام آخر جذبۂ بے اختیار آ ہی گیا!
دل کچھ اس شدّت سے تڑپا انکو پیار آ ہی گیا

(اگلے صفحہ پر مسلسل)

دوسرا اجلاس

جلسہ کا دوسرا اجلاس زیر صدارت زبیدہ بیگم صاحبہ اہلیہ جناب سیٹھ محمد صدیق صاحب آف کلکتہ بوقت ۲½ بجے بعد دوپہر شروع ہوا۔ تلاوت قرآن کریم اہلیہ صاحبہ عمر الدین صاحب درویش نے کی۔ عزیزہ نصرت قریشی نے نظم پڑھی۔ یہ نظم حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ سلمہا اللہ تعالیٰ کی تھی یعنی

خوشا نصیب کہ تم قادیاں میں رہتے ہو

عزیزہ نے یہ نظم خوش الحانی سے سنائی۔

اس کے بعد محترمہ زبیدہ بیگم صاحبہ اہلیہ محترم حکیم خلیل احمد صاحب نے سیرت آنحضرت صلعم پر تقریر کی۔ آپ نے بتایا کہ دنیا میں ہر کام کے لئے انسان ایک نمونہ کا محتاج ہے اسی طرح دین میں ہر زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کو نمونہ بنا کر بھیجا۔ اور آخر میں افضل الرسل اکمل النبیین حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا۔ آپ کی زندگی کے تمام حالات تفصیل سے ہمارے سامنے موجود ہیں۔ آپ صرف مسلمانوں کے لئے ہی نہیں بلکہ تمام قوموں کے لئے نمونہ ہیں کیونکہ آپ خاتم النبیین اور رحمۃ للعالمین ہیں چونکہ حضور اکرم تمام انسانوں کے لئے ایک کامل نمونہ ہیں پس ہمارے لئے یہ نہایت ضروری ہے کہ ہم اپنے آپ کو اسی سانچہ میں ڈھالیں جس میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے زندگی گذاری آپ نے متعدد مثالیں پیش کرتے ہوئے بتایا کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا یتیموں سے محبت و شفقت کا سلوک، بزرگوں کی فرمانبرداری، نوکروں سے حسن سلوک، غلاموں پر مہربانی، غربا سے ہمدردی، کام سے دلچسپی، صدقہ و خیرات اور زندگی میں سادگی معاملات میں دیانتداری اور انصاف تمام صفات ہمارے لئے اکمل نمونہ ہیں۔ اب یہ ہمارا فرض ہے کہ ہم ہر شعبۂ زندگی میں آپ کے نقش قدم پر چلیں تاکہ ہم صحیح رنگ میں اطاعت گذار بندے بن سکیں۔

اس کے بعد نصرت قریشی صاحبہ نے "احمدیت ہی حقیقی اسلام ہے" کے موضوع پر تقریر کی۔ آپ نے بتایا کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ۱۸۸۹ء میں جماعت احمدیہ کی بنیاد رکھی۔ تو اس سے آپ کا مقصد اسلام کو پھر سے قائم کرنا تھا۔ اس جماعت میں شامل ہو کر نہ تو کسی مذہب کو برا کہنا پڑتا ہے نہ کسی پیشوا کو چھوڑنا پڑتا ہے اسلام ایک زندہ مذہب ہے اس کے ماننے والوں پر زندہ نشانات کا ظہور ہوتا ہے۔ باعمل لوگ مکالمہ و مکاشفہ الہٰیہ سے بھی سرفراز ہوتے ہیں۔ اب تک جماعت کی ترقی کے متعلق ہزاروں نشانات پورے ہو چکے ہیں اور ہزاروں ابھی پورے ہونے باقی ہیں۔ جب تمام دنیا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیغام کو اپنا لے گی تو تمام مذہبی جھگڑے مٹ جائیں گے۔ دنیا میں صرف ایک ہی مذہب ہوگا اور ایک ہی پیشوا۔ یعنی اسلام — اور محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم — احمدیت اسی کو پیش کرتی ہے۔ اور اسی کی تبلیغ اکناف عالم میں کر رہی ہے۔ اور خدا کا فضل ہے کہ دنیا کے تمام بڑے بڑے ممالک میں احمدیت سرعت سے پھیل رہی ہے

اس کے بعد خورشید بیگم صاحبہ نے نماز کی اہمیت پر تقریر کی۔ آیۂ کریمہ اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ۔ کی تفسیر کرتے ہوئے آپ نے بتایا کہ نماز بدیوں سے روکتی ہے آپ نے نماز کے اوقات کی پابندی اور نوافل ادا کرنے کی تلقین کی۔ اور بتایا کہ نماز اس قدر اہم ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ فرمایا کہ میرا جی چاہتا ہے کہ ان لوگوں کے گھروں کو آگ لگا دوں جو مسجد میں نماز کی ادائیگی کے لئے نہیں آتے۔ فَوَیْلٌ لِّلْمُصَلِّیْنَ الَّذِیْنَ ھُمْ عَنْ صَلَاتِھِمْ سَاھُوْنَ سے صاف ظاہر ہے کہ نماز کس قدر ضروری ہے نماز گناہوں سے بچاتی اور نیکیوں کی ترغیب دیتی ہے۔ اور نماز ایک گاڑی ہے جو خدا تعالیٰ تک پہنچاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی رضا کی راہوں پر چلنے کی توفیق دے۔ آمین۔

زاں بعد عظیم النساء بیگم صاحبہ آف حیدرآباد نے "امن کے پیامبر" کے موضوع پر اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ آپ نے بتایا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے اہل دنیا اور خاص کر عرب بدامنی اور جہالت کے خوفناک گڑھے میں گرے ہوئے تھے۔ چوری کرنا۔ ڈاکہ ڈالنا ان کا معمولی مشغلہ تھا۔ آئے دن قتل و خون اور حصول اقتدار اور جھوٹے تفاخر کے لئے ظالمانہ جنگیں کرنا ان کا گویا مقصد حیات تھا۔ زندگی کا کوئی شعبہ ایسا نہیں تھا جس میں بے راہ روی نہ ہو۔ ان حالات کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ کی رحمت جوش میں آئی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو امن کا پیغامبر بنا کر مبعوث فرمایا۔ آپ نے آکر دنیا کی کایا پلٹ دی۔ آپ کے پیدا کردہ روحانی انقلاب سے عرب کی وحشی قوم اپنے تمام اختلافات بھول کر مہذب اور معلم بن گئی۔ اور اسلام کی پُرامن تعلیم کی تبلیغ اور اشاعت کے لئے تمام جہان میں نکل کھڑی ہوئی تقریر جاری رکھتے ہوئے آپ نے بتایا کہ اسلام کی دوسری پُرامن تعلیم یہ ہے کہ دنیا میں تمام انسان خدا کا کنبہ ہیں۔ اور اس طرح تمام نوع انسانی ایک ہی برادری ہے اس میں کوئی افضل و اعلیٰ نہیں اور نہ کوئی کمتر ہے۔ خدا تعالیٰ کے نزدیک سب سے بہتر وہی ہے جو اخلاق میں سب سے بڑھ کر ہے۔ اس طرح اسلام نے انسانوں کے باہمی نفاق کی جڑ کاٹ کر رکھ دی ہے۔ اسلامی اخوت کا نقشہ کھینچتے ہوئے علامہ اقبال نے کیا ہی خوب فرمایا ہے ؎

ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود و ایاز
نہ کوئی بندہ رہا نہ کوئی بندہ نواز
بندہ و صاحب و محتاج و غنی ایک ہوئے
تیری سرکار میں پہنچے تو سبھی ایک ہوئے

آج دنیا میں سرد جنگ کے بادل چھائے ہوئے ہیں اور ہر وقت یہ خطرہ لگا ہوا ہے کہ نہ جانے کس وقت جنگ کا یہ آتش فشاں پھوٹ پڑے۔ اور تمام نوع انسان اپنی ہی سائنس کا شکار ہو کر رہ جائے۔ اسلام ہی ایک ایسا عالمگیر امن کا پیغام ہے جسے اپنا کر دنیا حقیقی امن سے روشناس ہو سکتی ہے۔ اے کاش! کہ دنیا جلد حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے پیغام کو سمجھے اور امن سے ہمکنار ہو جائے ؎

مسیح وقت کو پہچان لے اگر دنیا
فضا جہاں کی ہو جائے خوشگوار ابھی

آخری تقریر عزیزہ سعادت کی تھی عزیزہ سعادت نے "الٰہی سلسلوں میں خلافت کا ہونا ضروری ہے" کے موضوع پر ایک مختصر تقریر کی۔ اور ثابت کیا کہ قدیم سے اللہ تعالیٰ کی سنت جاری ہے کہ وہ نظام خلافت کے ساتھ الٰہی سلسلوں کی پشت پناہی کرتا ہے۔ اور اس طرح وہ اس وعدہ کو جو آیت استخلاف میں کیا گیا ہے ہر زمانہ میں پورا کرتا چلا آیا ہے۔ اور خدا تعالیٰ نے اپنی اسی سنت کے مطابق جماعت احمدیہ میں بھی خلافت کا نظام قائم فرمایا ہے پس ہمیں اپنی ذمہ داریوں کو پوری مستعدی سے ادا کرنا چاہیئے جو نظام خلافت کے باعث ہم پر عاید ہوتی ہیں تاکہ ہم بھی اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث بن سکیں۔

بالآخر اجتماعی دعا کے ساتھ جلسہ ختم ہوا۔ جلسہ میں کم و بیش پانچ صد خواتین شریک ہوئیں۔ بہت سی غیر مسلم خواتین نے جلسہ کی رونق بڑھائی اور دلچسپی سے تقاریر سنیں۔ جلسہ کے اختتام پر ان میں لٹریچر بھی تقسیم کیا گیا۔ فالحمد للہ

مکرم شیخ عبد الخالق صاحب فاضل عیسائیت کی وفات

یہ خبر افسوس کے ساتھ سُنی جائے گی کہ محترم شیخ عبد الخالق صاحب فاضل عیسائیت جلسہ سالانہ سے واپسی پر چند روز بیمار رہ کر اپنے عزیزوں کے پاس موضع کوٹ سوندھا ضلع شیخوپورہ میں مورخہ ۲/۱ کو بوقت دس بجے صبح برضائے الٰہی وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ محترم شیخ صاحب مرحوم قبول احمدیت سے قبل عیسائیت کے بڑے مشہور پادری تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خلافت کے شروع میں ہی جب کہ مرحوم پشاور میں عیسائی مشن کے تحت متعین تھے۔ انہوں نے قادیان آکر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ تبادلۂ خیالات کیا جس کی وجہ سے ان پر اسلام کی حقانیت واضح ہو گئی۔ چنانچہ اسی موقعہ پر حضور ایدہ اللہ کے ہاتھ پر بیعت کر کے مشرف باسلام ہوئے۔

ایک قابل عیسائی پادری رہ چکنے کی وجہ سے ان کا عیسائیت کا مطالعہ بہت وسیع تھا۔ بائیبل انہیں قریباً ازبر تھی۔ لاطینی زبان بھی جانتے تھے۔ اسی طرح عبرانی زبان سے بھی خاص واقفیت رکھتے تھے۔ ان خصوصیات کی وجہ سے انہوں نے اسلام کی طرف سے کئی ایک مباحثات میں حصہ لیا۔ انہیں جامعۃ المبشرین میں طلبا کو پڑھانے کا بھی موقعہ ملتا رہا۔ آپ نہایت علم دوست تھے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرما دے۔ آمین۔

درخواستہائے دعا: — ۱۔ میرا چھوٹا بھائی عبد المجید شدید چیچک میں مبتلا ہے۔ بزرگان سلسلہ و درویشان قادیان خاص دعائے صحت فرمائیں خاکسار مقصود احمد لشکر مغربی بنگال

۲۔ میری والدہ صاحبہ کئی دنوں سے شدید بیمار ہیں کینسر کا عارضہ ہے ڈاکٹروں نے لاعلاج قرار دیا ہے احباب دعائے صحت فرمائیں خاکسار نذیر احمد شیر درویش قادیان

موعودِ اقوامِ عالم کی بعثت سے مذہبی دُنیا میں انقلاب

از مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب انچارج احمدیہ مسلم مشن بمبئی

قسط دوم

تصویر کا دوسرا رخ

تصویر کا دوسرا رخ یہ ہے کہ جس طرح ہندو اب قرآن، اسلام اور محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنی مجلس میں جگہ دینے لگے ہیں اسی طرح اب مسلمانوں نے بھی ہندوؤں کے اوتاروں اور الٰہی پستکوں کو اپنی محفل میں جگہ دینی شروع کر دی ہے۔ علامہ اقبال مہاراجہ رام چندر جی کے متعلق کہتے ہیں کہ

ہے رام کے وجود پہ ہندوستاں کو ناز
اہلِ نظر سمجھتے ہیں اس کو امامِ ہند

اسی طرح انہوں نے گوتم بدھ اور گورو نانک جی سے بھی اظہارِ عقیدت کیا ہے۔ عہدِ حاضر کے مشہور ادیب اور سجادہ نشین درگاہ نظام الدین اولیاء خواجہ حسن نظامی نے ایک کتاب ہی لکھ ڈالی۔ ہندوستان کے دو پیغمبر۔

اسی طرح مولانا ظفر علی خاں لکھتے ہیں

شری کرشن کا میں احترام کرتا ہوں
اور اس میں روز نیا اہتمام کرتا ہوں
وہ جورِ ظلم کی بنیاد ڈھانے آیا تھا
میں اس کی رسم کو دنیا میں عام کرتا ہوں

ہندوستان کے دوسرے مسلمان ہیرو حسرت موہانی صاحب فرماتے ہیں۔

عرفانِ عشق نام ہے میرے مقام کا
حامی ہوں کس کے نغمۂ نے کے پیام کا
مخلوق اک نگاہ کرم کی امیدوار
مستانہ کر رہا ہے بھجن رادھے شیام کا
متھرا سے اہلِ دل کو وہ آتی ہے بوئے اُنس
دنیائے جاں میں شور ہے جس کے دوام کا

اور اب حضرتِ سیماب کی معتقدت نوائی سنئے۔ وہ کہتے ہیں۔

دلوں میں رنگِ محبت کو استوار کیا
سوادِ ہند کو گیتوں سے نغمہ زار کیا
جو راز کوششِ منطق ورب سے کھل نہ سکا
وہ راز اپنی نگاہوں سے آشکار کیا
جو مشرب اس طرح نہ اس کا عام ہو جاتا
جہاں سے محو محبت کا نام ہو جاتا

یہ تو میں نے بعض چند نمونے پیش کئے ہیں ورنہ آجکل تو اردو ادب کا یہ بھی ایک موضوع ہے۔

میرے دوستو! اس کی وجہ کیا ہے؟ آخر یہ کس کی نگاہِ فیض کی تاثیر ہے؟ میں آپ کو بتاتا ہوں ہندوستانی اوتاروں کا احترام تو مسلمان ہمیشہ کرتے آئے ہیں مگر آج سے قریباً نصف صدی پہلے اس موعودِ اقوامِ عالم سیدنا حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام کی زبان سے یہ الفاظ نکل چکے تھے

میں کرشن سے محبت کرتا ہوں
اس لئے کہ یہ دشمن کا سنہار ہے

آپ کے اس قول کی گرمی اور آپ کی محبت کی اس حرارت نے عاشقوں کو بیقرار کر دیا۔ وہ جذبات جو پہلے چھپے ہوئے تھے اب اُبل اُبل کے نکل رہے ہیں۔

حکومتِ وقت کی اطاعت

موعودِ اقوامِ عالم کی دوسری تعلیم جس نے دنیا کے اذہان پر گہرا اثر ڈالا ہے وہ حکومتِ وقت کی اطاعت کی تعلیم ہے۔

آپؑ کی بعثت سے پہلے مسلمانوں کے متعلق عام طور پر مشہور تھا کہ وہ وطن کا وفادار نہیں ہوتا۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ اس میں پروپیگنڈے کا کتنا حصہ ہے اور مسلمانوں کی بد احتیاطی کا کتنا۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ یہ نظریہ جس طرح اسلامی تعلیم کے منافی ہے اسی طرح امنِ عامہ کے بھی خلاف ہے۔ دنیا کی کوئی حکومت اس وقت تک امن کا سانس نہیں لے سکتی جب تک اس کے باشندے وفادار اور مضبوط کردار کے نہ ہوں۔ اسلام جو زمانے کو بلند کردار بنانے آیا اور جو زمین پر خدا کی طرف سے امن و سلامتی کی ایک ضمانت ہے وہ کبھی وطن اور حکومت کے ساتھ غداری کی تعلیم نہیں دے سکتا۔ ہر حکومت خواہ وہ شخصی ہو یا جمہوری اگر وہ آزادئ عقیدہ و مذہب اور آزادئ تقریر و تحریر کی بنیاد پر قائم ہے تو اس کی اطاعت کرنا ہمارا فرض ہے۔ ہمارے سامنے علماء جونپور اور شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کا فتویٰ موجود ہے جس میں ان بزرگوں نے محض اس بناء پر مرہٹوں اور انگریزوں کی حکومت کے خلاف بغاوت کو حرام قرار دیا تھا کہ اس حکومت میں عقیدے، مذہب اور تقریر و تحریر کی آزادی تھی۔ مگر یہ سچ ہے کہ لوگ اپنا ماضی بہت جلد فراموش کر دیتے ہیں۔ اسی لئے یہ حقیقت بھی بہت جلد آنکھوں سے اوجھل ہو گئی۔ اور سچ پوچھئے تو یہ کمزوری صرف مسلمانوں میں نہیں پائی جاتی۔ یہی کمزوری ہند اور بیرونِ ہند کی دوسری قوموں میں بھی پائی جاتی ہے۔ ضرورت تھی کہ اس عہد میں دنیا کے سامنے ایک واضح تعلیم پیش کی جاتی۔ موعودِ اقوام سیدنا حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام نے اس راستے میں بھی ہماری رہنمائی کی آپؑ فرماتے ہیں کہ:۔

"اسلام ہمیں ہرگز یہ نہیں سکھاتا کہ ہم ایک غیر قوم اور غیر مذہب والے بادشاہ کی رعایا ہو کر اور اس کے زیرِ سایہ رہ کر ہر ایک دشمن سے امن میں رہ کر پھر اس کی نسبت بد اندیشی اور بغاوت کا خیال دل میں لاویں بلکہ ہمیں وہ تعلیم دیتا ہے کہ اگر تم اس بادشاہ کا شکر نہ کرو جس کے زیرِ سایہ تم امن میں رہتے ہو تو پھر تم نے خدا کا شکر بھی نہیں کیا۔"

(ستارۂ قیصریہ صفحہ ۲۶)

آج دنیا ذہنی طور پر بہت ترقی یافتہ کہلاتی ہے مگر امن و سلامتی کا اس سے بہتر اور کارآمد نسخہ آج تک دریافت نہیں ہو سکا۔ آج سیاسی و مذہبی دونو قسم کے لیڈر اس نسخہ کو بروئے کار لانے پر زور دے رہے ہیں۔ ہندوستان کے لیڈر پاکستانی ہندوؤں کو اور پاکستانی لیڈر ہندوستانی مسلمانوں کو یہی تلقین کر رہے ہیں۔

موعودِ اقوامِ عالم کی بعثت سے پہلے بھی کچھ اکابر اس عقیدے کے حامل تھے مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس شدومد، اس زور و شور اور اس صفائی و ہمت کے ساتھ اس عقیدے کی اشاعت کی کہ سارے شکوک و شبہات دُور ہو گئے اور ہر دانشور کو اسی عقیدے میں قوم و ملت کی بھلائی نظر آنے لگی

تفسیر اُولی الامر منکم

آپ کی بعثت سے پہلے علماء کرام اولی الامر منکم کی تفسیر میں جھگڑتے تھے۔ وہ یہ فیصلہ نہیں کر سکے کہ اس آیت میں متحدہ قومیت کا ذکر ہے یا کہ وحدتِ ملی کا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمان اطاعتِ حکومت کے میدان میں پس و پیش کرتا رہا۔ لیکن سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس آیت کی تفسیر معین کر دی آپ نے فرمایا کہ اس جگہ منکم میں متحدہ قومیت کا مفہوم بیان کیا گیا ہے۔ خدا کے اس فرمان کا منشاء یہ ہے کہ ملک کے فرقوں میں سے جس فرقے کا کوئی فرد بھی ملک کا سربراہ بنا دیا جائے اس کی اطاعت تمام فرقوں پر واجب ہے

آپؑ نے جب نہایت صفائی سے اس آیت کا مفہوم بیان کیا تو مسلمانوں کو بھی اپنی پالیسی متعین کرنے میں مدد ملی۔ اور آج ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ خود دیوں کے علاوہ مسلمانوں کے تمام فرقے اس عقیدے پر متفق ہیں۔ فرقۂ مودودیہ جو ابھی تک اطاعتِ حکومت کے عقیدہ پر شرح صدر سے ایمان نہیں لا سکا اسے بھی اب اس عقیدے کو اپنائے بغیر کوئی چارہ کار نظر نہیں آتا۔ اب اس کے ہندوستانی مرکز سے بھی آہستہ آہستہ یہی آواز آنے لگی ہے۔

خدا کے قول و فعل میں اختلاف نہیں

موعودِ اقوامِ عالم سیدنا حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام کے وہ اقوال جن سے دنیا کے اذہان بہت متاثر ہوئے ان میں آپؑ کا ایک یہ قول بھی ہے کہ

خدا کے قول و فعل میں کوئی اختلاف نہیں

جب آپؑ عالمِ وجود میں آئے اس وقت تک سائنسدان عالمِ کائنات اور ایجادات و اکتشافات کے متعلق بہت سے نکتے دریافت کر چکے تھے۔ علماءِ مذاہب کی بے بسی کا یہ حال تھا کہ وہ ایک طرف تو اپنے کو معقولات و منقولات کا سرچشمہ سمجھتے تھے دوسری طرف وہ ان ایجادات و اکتشافات کی حقیقت و کُنہ سمجھنے سے قاصر تھے۔ خیر یہ تو بڑی بات تھی وہ تو دنیا سے اتنے بیگانہ تھے کہ چاء کی پیالی، شیشے کا گلاس اور پانی کے گھونٹ جو وہ روزانہ استعمال کرتے تھے اس کے متعلق بھی وہ یہ نہ جانتے تھے کہ آخر یہ چیزیں کن اجزاء سے بنی ہیں۔

اس کے مقابل پر اگر ان سے جنت کی کیفیت پوچھی جاتی تو وہ اس کی ایک ایک اینٹ اور پھر اس کے مصالحے کا پتہ بتا دیتے۔

علماء کی اس بے خبری و لاعلمی نے اہلِ مذاہب کو مذاہب سے مایوس کر دیا تھا اور وہ یہ سمجھنے پر مجبور ہو گئے تھے کہ مذہب کا دنیا کے ان علوم سے کچھ تعلق نہیں یا مذہب کچھ اور ہے اور یہ علوم کچھ اور ہیں۔

دوسری طرف بہت سے لفظی اختلافات تھے۔ مسلمان علماء کا یہ حال تھا کہ انکی معقولات کا سارا سرچشمہ یونانی حکماء کے فرسودہ نظریات تھے۔ وہ زمین کے متعلق یہ پڑھتے آ رہے تھے کہ یہ ساکن ہے اور اجرام سماوی اس کے اردگرد طواف کرتے رہتے ہیں۔ پھر آسمان اور ستاروں کے متعلق ان کا یہ خیال تھا کہ یہ ٹھوس چھت ہیں اور ان میں ستارے نگینوں کی طرح جڑے ہیں۔ پھر وہ اس پر طرح طرح کے استدلال کرتے تھے اور قرآن حکیم و اقوالِ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو بھی یونانی نظریات کا مؤید ثابت کرتے تھے۔ کبھی وہ زمین کے سکون اور آسمان کی حرکت پر والشمس تجری والی آیت پیش کرتے تھے اور کبھی آسمان کے ٹھوس ہونے پر واقعۂ معراج سے استدلال کرتے تھے۔

علماء ہنود

اسی سے ملتا جلتا حال علماء ہنود کا بھی تھا۔

باوجودیکہ عہد وسطیٰ میں ہندو گیانیوں کے پاس علم و حکمت کا اپنا سرمایہ تھا انہوں نے علم ہیئت اور دوسرے علوم پر بڑی اچھی تحقیق کی تھی۔ یہ موجودہ سائنس دانوں کی طرح رصدگاہوں میں بیٹھ کر ستاروں کے طلوع و غروب اور مسافت وغیرہ کی تحقیق کیا کرتے تھے۔ پھر عہد وسطیٰ کے ہندو علماء کے فلسفیانہ نظریات کی فلسفیوں کی محفل میں دھوم مچی تھی۔ یونانی حکماء نے بھی ہندو فلسفیوں کے نظریات کی تقلید کی ہے۔

کہتے ہیں کہ مشہور یونانی حکیم فیثاغورث یا اس کا کوئی شاگرد یہاں آیا تھا اور یہاں کے پنڈتوں کے نظریات سے بہت متاثر ہوا تھا ہندو فلسفہ میں زمین متحرک قرار دی گئی ہے اور یہی نظریہ فیثاغورث کے اسکول آف تھاٹ میں بھی پایا جاتا ہے۔ اسی طرح جب مسلمانوں کو عروج ہوا تو عباسی خلیفہ ہارون الرشید اور مامون الرشید کے عہد میں بغداد میں ہندو فلسفے کی بڑی قدر و قیمت تھی ہندوستان کے بہت سے حکماء فلاسفر اور پنڈت وہاں بلائے گئے اور ہندوستان کی سینکڑوں کتابوں کا عربی میں ترجمہ کیا گیا جیسے سدھانت و شسرت وغیرہ۔

ان تمام خوبیوں کا اقرار کرنے کے بعد ہمیں اب یہ کہنا پڑتا ہے کہ ہندوستان کا یہ قابل قدر علم بہت دنوں سے بے توجہی کی حالت میں پڑا تھا۔ ہندو علماء کی طبیعت میں بھی جمود و تعطل کی کیفیت پیدا ہو گئی تھی۔ نئی تحقیق اور نئے انکشافات کا دروازہ بند ہو چکا تھا

ابوریحان البیرونی

دسویں صدی عیسوی کا ایک واقعہ ہے کہ ایک مسلمان سیاح و عالم ابوریحان البیرونی ہندوستان آیا تھا وہ عربی کے علاوہ یونانی علوم و فنون کا بھی بڑا ماہر تھا۔ انہوں نے یہاں کے پنڈتوں سے سنسکرت پڑھی۔ ان کے علوم کا بڑا گہرا مطالعہ کیا۔ پنڈتوں سے کئی بار فلسفیانہ موضوعات پر مناظرے کئے یہاں تک کہ پنڈت انہیں ودیا ساگر کہنے لگے تھے۔ انہوں نے ہندوؤں کے رسم و رواج اور علوم و فنون پر ایک کتاب لکھی ہے اس کا نام ہے "کتاب الہند" علمی طبقے میں ہندوستان کے موضوع پر یہ کتاب ایک اہم سند سمجھی جاتی ہے۔ مختلف زبانوں میں اس کے ترجمے ہو چکے ہیں۔ ہندی میں بھی اس کا ترجمہ ہو چکا ہے۔ وہ بھی اپنی کتاب میں یہ شکوہ کرتا ہے کہ ہندو پنڈت جنہوں نے عہد وسطیٰ میں بہت سے تخلیقی کارنامے پیش کئے تھے۔ اب ان کے ذہن میں جمود پیدا ہو چکا ہے۔

وہ چند ستاروں کا ذکر کر کے کہتے ہیں کہ ہندو فاضلوں نے اپنی تحقیقات انہی پر ختم کر دی۔ حالانکہ انہی کے عہد میں مسلمان ایک ہزار ایک ستاروں کا علم حاصل کر چکے ہیں۔

عہد حاضر کے سائنسدان

غرض ایشیا کی وہ قومیں جن سے دنیا میں مذہب کا اجالا تھا یعنی ہندو اور مسلمان۔ دونوں پندرھویں صدی کے اخیر تک سائنسی تحقیقات سے کنارہ کش ہو چکی تھیں۔ اب ان کی جگہ یورپ کے تازہ دم سائنسدان لے رہے تھے۔ اب یورپ میں کوپرنیکس پیدا ہو رہا تھا جس نے حرکت زمین کا نظریہ پیش کیا۔ برونو کے نظریات ابھر رہے تھے۔ گلیلیو دوربین کی ایجاد کر کے آسمان کا اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کر رہا تھا۔ اور بتا رہا تھا کہ آسمان کوئی ٹھوس چیز نہیں۔ نیوٹن ریاضی کی مدد سے ستاروں کی مسافت اور اجرام سماوی کے دوسرے اسرار معلوم کر رہا تھا۔ آئن سٹائن کے نظریۂ اضافیت سے سائنس دانوں کی دنیا میں ایک تہلکہ برپا ہو گیا تھا۔

یہ تو آسمانی انکشافات کا حال ہے۔ اس کے ساتھ ہی وہ مغربی سائنسدان زمین کی طرف سے بھی غافل نہیں ہوئے انہوں نے زمین کی تہوں اور طبقات کا پتہ لگایا۔ اس کے اندر جو خزائن مدفون تھے انہیں ڈھونڈ نکالا۔ تانبہ۔ کوئلہ۔ المونیم اور پیٹرول کے ذخیروں کا زیر زمین علم حاصل کیا۔

مذہبی علماء نے ان حالات کا مطالعہ کیا۔ انہوں نے اپنے ہی جیسے انسان کو آسمان پر اڑتے، زمین کے اندر ہزاروں فٹ کی گہرائی میں اترتے دیکھا۔ وہ یہ دیکھ کر ششدر رہ گئے۔ انہیں ان علمی تحقیقات میں بہت سی باتیں مذہبی تشریحات کے خلاف نظر آئیں نتیجہ یہ ہوا کہ وہ مذہب اور سائنس کو دو مختلف چیزیں سمجھنے لگے۔ ان کی سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ وہ مذہبی کتابیں جن کی صداقت پر ان کا ایمان ہے آخر اس پہ کیسے غور کریں۔ اور اس علمی اور صنعتی سائنس کو کیا جواب دیں۔ جب سارے مذاہب کے علماء اس حیرانی اور پریشانی کے عالم میں مبتلا تھے اس وقت اس موعود اقوام عالم نے انہیں یہ نکتہ سمجھایا کہ

خدا کے قول و فعل میں کوئی تضاد نہیں

مذہبی کتب میں خدا کا قول ہیں اور صنعتی سائنس خدا کا فعل ہے۔ ان دونوں کے درمیان کبھی اختلاف نہیں ہو سکتا۔ وہ کتب جو خدا کی طرف منسوب ہیں ان میں کبھی ایسی بات نہیں ہو سکتی جو خدا کے فعل یعنی صنعتی سائنس سے مختلف ہو۔ عالم کے ذرے ذرے میں خدا نے جو خواص پوشیدہ رکھے ہیں انہیں دریافت کرنا اور پھر انہیں کام میں لانا یہی موجودہ سائنس کا کام ہے۔ اور سائنس کا یہ اقدام خدائی قول کے خلاف کیسے ہو سکتا ہے

موعود اقوام عالم کے اس قول سے نہ صرف یہ کہ مذہب سائنس کے مقابلہ میں سینہ تان کے کھڑا ہو گیا۔ بلکہ مذہب کے سمجھنے کا بھی ایک موثر ذریعہ معلوم ہو گیا؟

۴۔ اب ہم آسمانی کتابوں کو حرف نوشتۂ الٰہی کہنے سے نہیں مان لیں گے بلکہ یہ بھی دیکھیں گے کہ ان کا مضمون قانون قدرت کے مطابق ہے یا نہیں۔ آج ہم سورج کے ذریعہ دن اور رات کی تمیز کرتے ہیں۔ اگر سورج طلوع و غروب نہ ہو تو دن اور رات کی تمیز نہیں ہو سکتی۔ اگر کسی *

* کتاب میں سورج کی پیدائش سے پہلے دن اور رات کی تمیز کر دی گئی ہو تو یہ قول الٰہی نہیں ہو سکتا۔

غرض یہ نکتہ ایسا ہے جس نے ہر مذہب کے ماننے والوں میں جان ڈال دی۔ سچ پوچھئے تو آپ کے اس قول سے "مذہبی دنیا میں انقلاب" آگیا۔

(باقی آئندہ)

حضرت بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی رضی اللہ عنہ کی وفات پر

تعزیتی قراردادیں

منجانب لجنہ اماء اللہ قادیان

قادیان ۱۴ر جنوری۔ آج بعد نماز عصر لجنہ اماء اللہ قادیان کا ایک غیر معمولی اجلاس منعقد ہوا جس میں حسب ذیل قرارداد تعزیت منظور کی گئی:-

ہم جملہ ممبرات لجنہ اماء اللہ قادیان اپنے اس غیر معمولی اجلاس میں حضرت بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی رضی اللہ عنہ کی وفات حسرت آیات پر اپنے دلی رنج و غم کا اظہار کرتی ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے جو ساتھی اور صحابہ عطا فرمائے۔ ان کے متعلق خود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ شہادت ہے کہ "صحابہ سے ملا جب مجھ کو پایا"

حقیقت یہی ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہؓ نے اپنی شاندار قربانیوں سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ کی یاد کو تازہ کر دیا ہے۔ حضرت بھائی جی رضی اللہ عنہ بھی اسی پاک جماعت کے ایک فرد تھے۔ آپؓ ہندو قوم میں پیدا ہوئے لیکن حضرت مسیح موعودؑ کے ہاتھ پر بیعت کر کے مشرف باسلام ہوئے۔ اور پھر اپنے اندر اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ایسی پاک تبدیلی پیدا کی کہ خدا تعالیٰ کے مقرب بندوں میں شامل ہو گئے۔ آپؓ ۱۸۹۵ء میں حضورؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور پھر حضور علیہ السلام کے وصال تک آپؑ کی خدمت میں حاضر رہے۔ اللہ تعالیٰ نے بھی آپؓ کو اپنے بیشمار فضلوں اور برکتوں سے نوازا اور آخر دم تک سلسلہ احمدیہ کی خدمت کی توفیق آپ کو ملتی رہی۔

تقسیم ملک کے بعد آپ نے قادیان میں بطور مثالی درویش تیرہ سال کا عرصہ ہم میں گذارا ہے اور ہمیں اپنے فیض سے مستفیض کیا۔ افسوس کہ ہمارا یہ بزرگ اب اس دار فانی سے کوچ کر گیا اور ہم اس کی دعاؤں سے محروم ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ حضرت بھائی جی رضی اللہ عنہ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور ان کے سب پسماندگان خصوصاً ان کی اہلیہ محترمہ جنہیں ہم "اماں جی" کے نام سے پکارتی ہیں کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ہمیشہ ان کا حافظ و ناصر رہے۔ آمین۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی توفیق عطا فرمائے کہ ہم ان بزرگوں کے نقش قدم پر چلیں۔ اور اپنی زندگیاں سلسلہ عالیہ احمدیہ کی خدمت میں گذار دیں۔

خاکسار امۃ القدوس صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ قادیان

منجانب طلبہ جامعہ احمدیہ ربوہ

الجمعیۃ العلمیہ جامعہ احمدیہ کا یہ اجلاس حضرت بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی کی وفات پر گہرے رنج اور افسوس کا اظہار کرتا ہے۔

آپؓ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قدیم ترین صحابہؓ میں سے تھے اور آپؓ کو ایک لمبے عرصہ تک قادیان میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صحبت میں رہنے کا موقعہ میسر آیا۔ اور تقسیم ملک کے بعد بھی آپؓ نے اپنے محبوب آقا حضرت مسیح موعودؑ کی بستی سے جدا ہونا گوارا نہ کیا۔ اور درویشانہ زندگی کو ترجیح دی۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ آپؓ کو اعلیٰ علیین میں جگہ دے اور آپؓ کے پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرما دے اور آپؓ کی وفات سے جماعت میں جو خلا پیدا ہو گیا ہے اسے اپنے فضل سے پورا فرمائے۔ آمین (ممبران الجمعیۃ العلمیہ)

دعائے مغفرت

پاکستان سے اطلاع موصول ہوئی ہے کہ مورخہ ۱۱/۱۲ جنوری ۱۹۶۱ء کی درمیانی شب کو میرے والد صاحب چودھری مہر الدین صاحب انتقال کر گئے ہیں انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اگرچہ عرصہ آٹھ سال سے مرحوم کو دمہ کی شکایت تھی مگر تین چار یوم سے دمہ ہی کی تکلیف زیادہ بڑھ گئی اور اسی بیماری سے داعیٔ اجل کو لبیک کہا۔ تقسیم ملک سے قبل آپ قادیان میں اور اس کے بعد ۱۹۵۲ء سے ربوہ میں مستقل رہائش رکھتے تھے احباب جماعت مرحوم کی مغفرت، روح کو تسکین حاصل ہونے اور بلندیٔ درجات کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

خاکسار امیر احمد درویش کارکن دفتر دعوۃ و تبلیغ قادیان

زکوٰۃ کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ارشاد

تفسیر کبیر جلد پنجم حصہ اول صفحہ ۲۳۹ میں حضور تحریر فرماتے ہیں:—

"تیسری چیز جس پر خصوصیت سے اسلام نے زور دیا ہے اور جس کی طرف قرآن کریم میں بار بار توجہ دلائی گئی ہے وہ یہ ہے کہ روپیہ بے شک کماؤ مگر جو کچھ کماؤ اس پر زکوٰۃ ادا کرو۔ اسلام نے بے شک روپیہ کو بند رکھنا ناجائز قرار دیا ہے مگر روپیہ کمانا منع نہیں کیا۔ پس فرماتا ہے کہ اگر تم روپیہ کماتے ہو اور کچھ روپیہ اپنی ضرورت کے لئے عارضی طور پر جمع کر لیتے ہو جس پر ایک سال گزر جاتا ہے تو اس پر زکوٰۃ ادا کرو۔ اور اگر کوئی شخص باقاعدگی سے زکوٰۃ ادا کرتا ہے تو یہ اس بات کا ثبوت ہوتا ہے کہ وہ دنیا کو دین کی خاطر کماتا ہے لیکن اگر کوئی شخص زکوٰۃ ادا نہیں کرتا تو یہ اس بات کا ثبوت ہوتا ہے کہ وہ دنیا محض دنیا کی خاطر کماتا ہے۔ خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کا شوق اس کے دل میں نہیں۔ اگر واقعہ میں اس کے دل میں خدا تعالیٰ کے قرب اور اس کی محبت کو جذب کرنے کا احساس ہوتا اگر دنیا کو وہ دین کی خاطر کما رہا ہوتا تو اس کا فرض تھا کہ وہ اپنے مال میں سے خدا تعالیٰ کا حق ادا کرتا۔ اور پوری دیانتداری کے ساتھ ادا کرتا۔ لیکن جب وہ زکوٰۃ ادا نہیں کرتا تو یہ اس بات کا ثبوت ہوتا ہے کہ وہ شیطان کا تابع ہے خدا تعالیٰ کے احکام کا تابع نہیں۔"

ناظر بیت المال قادیان

تحریک جدید کے سال ۲۷ کا چندہ ۳۱ مارچ ۱۹۶۱ء تک سو فیصد ادا کرنے والے احباب

قبل ازیں دفتر ہذا کی طرف سے ان مخلصین کی دو فہرستیں سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں بغرض دعا بھیجی جا چکی ہیں جنہوں نے اپنے سال رواں کا چندہ سو فیصد ادا کر دیا تھا۔

اب یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ جو مخلصین ۳۱ مارچ ۱۹۶۱ء تک اپنا سال رواں کا چندہ سو فیصد ادا فرما دیں گے ان کی فہرست بغرض دعا حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت بابرکت میں بھجوا دی جائے گی۔

جملہ جماعتہائے احمدیہ کے صدر صاحبان، سیکرٹریان مال و سیکرٹریان تحریک جدید سے درخواست ہے کہ وہ دفتر ہذا سے تعاون فرماتے ہوئے ۳۱ مارچ تک چندہ دہندگان کی سو فیصد وصولی کے لئے پوری کوشش فرمائیں۔

افسر تحریک جدید قادیان

"دراصل"

قادیان کو آباد رکھنا ساری جماعت کا فرض ہے

لیکن تقدیر الٰہی کے ماتحت .... صرف قلیل حصہ کو یہ سعادت نصیب ہوئی کہ وہ موجودہ حالات میں قادیان میں بیٹھ کر خدمت دین بجا لا دیں۔ پس دوسروں کا فرض ہے کہ وہ اپنے بھائیوں کی خدمت اور آرام کا خیال رکھیں اور انہیں کم از کم ایسی مالی پریشانیوں سے بچائیں جو توجہ کے انتشار کا موجب ہوں۔ حقیقتاً ہم پر درویشوں کا یہ احسان ہے کہ وہ بھائی قربانی کرکے قادیان میں ہماری نمائندگی کر رہے ہیں۔ پس یہ امداد ہرگز صدقہ وخیرات کے رنگ میں نہیں بلکہ ایک محبت کا تحفہ ہے جو شکرانہ اور قدردانی کے رنگ میں ہم یا ہندوستانی دوست درویشوں کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔

(اقتباس از ارشاد حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے مدظلہ العالی)

مندرجہ ذیل احباب کا چندہ اخبار بدر ماہ جنوری ۱۹۶۱ء میں ختم ہے

- نمبر ۱۲۹۷ مکرم خواجہ سیف الدین صاحب پونچھ
- نمبر ۱۴۹۵ مکرمہ شوکت جہاں صاحبہ مونگھیر
- نمبر ۱۴۲۰ مکرم خواجہ حبیب اللہ صاحب سرینگر
- نمبر ۱۴۱۵ ” ایس جی مصطفےٰ صاحب مظفرپور
- نمبر ۱۱۱۴ ” محمد صدیق صاحب کرڑاپلی
- نمبر ۱۴۲۷ ” پی اے رزاق صاحب بمبئی ۳
- نمبر ۱۶۴۹ ” غلام نبی صاحب پڈر کنہ لورہ
- نمبر ۱۹۸۲ ” احمد ظہور حسین صاحب لوری
- نمبر ۲۰۰۰ مکرم بشیر احمد صاحب بی اے آرہ
- نمبر ۱۸۰۵ ” ایس وائی رحمٰن صاحب کسنگا
- نمبر ۱۹۹۰ ” قریشی مختار احمد صاحب لکھنؤ
- نمبر ۱۹۹۵ ” غلام رسول صاحب لسہ لی
- نمبر ۱۹۹۱ ” محمد عبد العزیز صاحب ہتکنڈہ
- نمبر ۱۹۹۲ ” مسعود عالم صاحب پٹنہ
- نمبر ۱۹۹۶ ” گل محمد شاہ صاحب بھدرک
- نمبر ۱۳۴۸ ” رسول بخش صاحب پاکر
- نمبر ۱۸۰۱ مکرم سید بشیر احمد صاحب کلکتہ

پروگرام دورہ مکرم مولوی سراج الحق صاحب انسپکٹر بیت المال جماعتہائے احمدیہ جنوبی ہند ۲۳/۱/۶۱ تا ۸/۳/۶۱

مندرجہ ذیل جماعتہائے احمدیہ جنوبی ہند کے عہدیداران کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ مکرم مولوی سراج الحق صاحب انسپکٹر بیت المال مندرجہ ذیل پروگرام کے مطابق مورخہ ۲۳/۱/۶۱ تا ۸/۳/۶۱ بغرض پڑتال حسابات، وصولی چندہ جات وتشخیص بجٹ ۶۲-۱۹۶۱ء وغیرہ کے سلسلہ میں دورہ کریں گے۔ جملہ عہدیداران جماعتہائے احمدیہ جنوبی ہند سے توقع ہے کہ وہ اس سلسلہ میں مکرم انسپکٹر صاحب موصوف سے کماحقہٗ تعاون فرمائیں گے۔

ناظر بیت المال قادیان

نمبر شمار	نام جماعت	تاریخ روانگی	نام جماعت	تاریخ رسیدگی	قیام	کیفیت
۱	حیدرآباد	۲۳/۱/۶۱	کرنول	۲۳/۱/۶۱	۲ یوم	
۲	کرنول	۲۵	چنت کنٹہ	۲۶	۳ "	
۳	چنت کنٹہ	۲۹	ادنکور	۳۰	۱ "	
۴	ادنکور	۳۱	رائچور	۳۱	۱ "	
۵	رائچور	۱/۲/۶۱	یلیادرگ	۱/۲/۶۱	۲ "	
۶	یلیادرگ	۳	یادگیر	۴	۵ "	
۷	یادگیر	۹	تیماپور-شوراپور	۹	۲ "	
۸	تیماپور-شوراپور	۱۱	چنداپور	۱۲	۱ "	
۹	چنداپور	۱۳	ظہیرآباد	۱۴	۱ "	
۱۰	ظہیرآباد	۱۵	بمبئی	۱۶	۴ "	
۱۱	بمبئی	۲۰	باندہ	۲۱	۱ "	
۱۲	باندہ	۲۲	نندگڑھ	۲۳	۱ "	
۱۳	نندگڑھ	۲۴	ہبلی	۲۵	۲ "	
۱۴	ہبلی	۲۷	شیموگہ	۲۷	۳ "	
۱۵	شیموگہ	۲/۳/۶۱	ساگر	[illegible]/۳/۶۱	۱ "	
۱۶	ساگر	۳	سورب	۳	۱ "	
۱۷	سورب	[illegible]	[illegible]	۴	۱ "	
۱۸	گنگی	۵	بنگلور	۵	۲ "	
۱۹	بنگلور	۷	مرکرہ	۸	۲ "	

پروگرام دورہ مکرم مولوی سید فضل عمر صاحب کٹکی جماعتہائے احمدیہ اڑیسہ

از ۲۵/۱/۶۱ تا ۱۶/۲/۶۱

مندرجہ ذیل جماعتہائے احمدیہ اڑیسہ کے عہدیداران کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ مکرم مولوی سید فضل عمر صاحب کٹکی بحیثیت انسپکٹر بیت المال مندرجہ ذیل پروگرام کے مطابق ۲۵/۱/۶۱ تا ۱۶/۲/۶۱ بغرض معائنہ حسابات۔ وصولی چندہ جات اور تشخیص بجٹ بابت ۶۲-۱۹۶۱ء دورہ کریں گے عہدیداران جماعتہائے احمدیہ اڑیسہ سے توقع ہے کہ وہ اس سلسلہ میں مولوی صاحب موصوف سے پورا پورا تعاون کریں گے۔

ناظر بیت المال قادیان

نمبر شمار	نام جماعت	تاریخ روانگی	نام جماعت	تاریخ رسیدگی	قیام	کیفیت
۱	کوٹ پلہ	۲۵/۱/۶۱	پنکال	۲۵/۱/۶۱	۲ "	
۲	پنکال	۲۷	کرڑاپلی مع ارکھ پٹنہ	۲۷	۲ "	
۳	کرڑاپلی	۲۹	چودوار	۲۹	۱ "	
۴	چودوار	۳۰	بھدرک	۳۰	۲ "	
۵	بھدرک	۱/۲/۶۱	سونگڑہ	۱/۲/۶۱	۲ "	
۶	سونگڑہ	۳	کیندرہ پاڑہ	۳	½ "	
۷	کیندرہ پاڑہ	۴	سرو	۴	½ "	
۸	سرو	۵	پتوری	۵	½ "	
۹	پتوری	۶	روڈکلہ	۶	۱½ "	
۱۰	روڈکلہ	۸	کیرنگ مع نرگاؤں	۸	۵ "	
۱۱	کیرنگ	۱۳	مانگاگوڑا	۱۳	۱ "	
۱۲	مانگاگوڑا	۱۴	نیاگڑھ	۱۴	½ "	
۱۳	نیاگڑھ	۱۵	بھبنیشور	۱۵	½ "	
۱۴	بھبنیشور	۱۶	کٹک مع چاولیہ گنج	۱۶	۴ "	

خبریں

جالندھر - ۱۶ جنوری - آج پنجاب کے مختلف ضلع صدر مقامات پر پنچایتوں میں کوآپٹ کی گئی ۳ ہزار مہیلا پنچوں کو حلف دلانے کی رسم ادا کی گئی - یہ رسم پنجاب کے وزیر اعلیٰ شری کیروں نے امرتسر میں - وزیر صنعت شری موہن لال نے جالندھر میں - پنجاب کونسل کے چیرمین شری گیان سنگھ نے فیروزپور میں - پنجاب کونسل کے شری چاند و رام نے شملہ میں - گیانی کرتار سنگھ وزیر مالی نے پٹیالہ میں - ڈپٹی وزیر شری ہربنس لال نے کپورتھلہ میں ادا کی - شری کیروں نے اس موقعہ پر امرتسر میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ پنجاب سرکار نے صوبہ کے تمام گرلز سکولوں میں لڑکیوں کو میٹرک تک مفت تعلیم دینے کا فیصلہ کیا ہے - امرتسر میں ضلع کی ۳۰۸ مہیلا پنچوں نے حلف لیا - شری کیروں نے عورتوں کو دیہاتی پنچایتوں میں بطور پنچ شامل کرنے کے اقدام کو انقلابی قرار دیا -

گورداسپور میں حلف دلانے کی رسم

گورداسپور - ۱۶ جنوری - آج پونے ایک بجے بعد دوپہر ضلع گورداسپور کی پنچایتوں کی ۱۰۷ نامزد خواتین پنچوں کو حلف دلانے کی تقریب مقامی پولیس گراؤنڈ میں جناب سردار گوردیال سنگھ صاحب ڈھلوں سپیکر پنجاب اسمبلی کی صدارت میں منعقد ہوئی - جملہ انتظامات نہایت وسیع پیمانہ پر کئے گئے تھے - حلف لینے کے وقت تمام خواتین پنچوں نے کھڑے ہو کر جناب سپیکر صاحب کی اقتداء میں حلف لیا کے الفاظ دوہرائے اس موقعہ پر پنڈت نہرو - سنتری متی اندرا گاندھی - گورنر پنجاب اور شری کیروں وزیر اعلیٰ پنجاب کے پیغامات پڑھکر سنائے گئے -

بعدہٗ جناب سردار ڈھلوں صاحب نے حلف لینے والی خواتین کو خطاب کرتے ہوئے نہایت مؤثر الفاظ میں انکی مختلف ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی - اور ان کے وسیع کام کا خلاصہ بیان کرتے ہوئے بتایا کہ ملک کی خواتین کو مردوں کے دوش بدوش ملک کی تعمیر و ترقی کے لئے کوشش کرنی چاہیئے -

صدر جلسہ کی تقریر کے بعد مقامی سکول کی بچیوں کی طرف سے ورائٹی شو پروگرام پیش کیا گیا - اور آخر میں پریتی بھوجن (اکٹھا کھانا) ہوا - (نشاط رپورٹر)

امرتسر - ۱۶ جنوری بھارت اور پاکستان کے درمیان سرحدی سمجھوتہ کے مطابق آج صبح علاقوں کے تبادلہ کا کام ۷½ بجے شروع ہوا - جو کہ سارا دن جاری رہا - چنانچہ جو علاقے پاکستان نے بھارت کے اور بھارت نے پاکستان کے حوالے کئے ہیں وہ اور ان کا متعلقہ ریکارڈ ایک دوسرے کے حوالے کر دیا گیا - معلوم ہوا ہے کہ ان علاقوں کے لوگ چند روز پہلے ہی اپنے گھربار خالی کر گئے ہیں - بھارتی سرحدی پولیس نے آج پاکستان کے حوالے کئے گئے علاقوں سے اپنی چوکیاں اٹھا لی ہیں - جب کہ جن علاقوں کو پاکستان کی سرحدی پولیس نے خالی کیا ہے ان میں بھارتی سرحدی پولیس اپنی چوکیاں کل قائم کرے گی - ڈیرہ بابا نانک سرحد پر راوی کا پُل پاکستان کے حصہ آیا ہے - اور حسینی والا پُل بھارت کو ملا ہے

ٹوکیو - ۱۶ جنوری - آج ٹوکیو میں کافی دیر تک زوردار زلزلہ آنے کی وجہ سے بڑی بڑی عمارتیں کافی دیر تک جھولے کی طرح جھولتی رہیں - یہ زلزلہ پورے ایک منٹ تک جاری رہا - مگر جاپان میں چونکہ زلزلوں کے خوف سے مکان عام طور پر لکڑی کے بنے ہوئے ہیں اس لئے کوئی جانی یا مالی نقصان ہونے کی اطلاع نہیں ملی - اس زلزلہ کا مرکز جنوبی جاپان کے ساحل سے دور گہرے سمندر میں بیان کیا جاتا ہے ماہرین کا کہنا ہے کہ اگرچہ جاپان میں عموماً زلزلے آتے رہتے ہیں مگر ایسا زلزلہ بہت سالوں کے بعد آیا ہے -

بمبئی - ۱۶ جنوری - آج بمبئی میں ٹرامبے کے نزدیک بھارت کے دوسرے ایٹمی ری ایکٹر کے افتتاح کی رسم وزیر اعظم پنڈت نہرو نے ادا کی - اس موقعہ پر کینیڈا کے وزیر خارجہ اور مسٹر گارڈن چرچل بھی موجود تھے - یہ ری ایکٹر بھارت اور کینیڈا کے تعاون سے لگایا گیا ہے - بھارت کا پہلا ایٹمی ری ایکٹر اپسرا بھی ٹرامبے میں ہی قائم ہے انہوں نے اپنی تقریر میں کہا کہ دوسرے ایٹمی ری ایکٹر کا افتتاح نئے ایٹمی دور میں بھارت کے داخلہ کی [illegible] ہے - بھارت جو کہ اپنی قدیم تہذیب اور فہم و فراست کے لئے شہرت رکھتا ہے اب منتخب اور گنتی کے ممالک میں شمار ہوتا ہے جو ایٹمی سائنس سے آگاہ ہیں - آپ نے ایٹمی ری ایکٹر کے افتتاح کو سائنس اور ٹیکنالوجی کے میدان میں بین الاقوامی تعاون کی نمایاں مثال قرار دیا - اور کہا کہ یہ ری ایکٹر بھارت کی آئندہ کی خوشحالی اور امن کی بہت بڑی صلاحیت رکھتا ہے - آپ نے کہا گو ایٹمی ہتھیاروں کی ایجاد جنگ کے دوران میں ہوئی تھی - لیکن وہ امن کے دور میں بہت نمایاں پارٹ ادا کر سکتے ہیں - اس معاملہ میں بھارت اور کینیڈا کے خیالات ایک جیسے ہیں میں یہاں ساری دنیا کی اطلاع کے لئے اعلان کرتا ہوں کہ بھارت اور کینیڈا ہیں ساری ایٹمی ریسرچ اور ایٹمی ترقی کلیتاً ایٹمی شکتی کے پُرامن استعمال کے لئے وقف ہے

اخبار بدر کا حضرت بھائی جیؓ نمبر

حضرت بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی رضؓ کے مناقب - آپؓ کی عظیم الشان قربانیوں اور خدمات دینیہ وغیرہ کے تذکرہ کے لئے اخبار بدر کا ایک خاص نمبر شائع کرنے کا اہتمام کیا جا رہا ہے - جو دوست اس سلسلہ میں اپنی مختصر مگر جامع نگارشات بھیجنا چاہیں وہ بہت جلد ارسال فرما دیں - اس سلسلہ میں یہ بھی درخواست ہے کہ مضامین صاف ستھرے کاغذ پر خوشخط اور کاغذ کے صرف ایک طرف لکھے ہوئے ہوں -

اس خاص پرچہ کی معین تاریخ اشاعت کا اعلان بعد میں کیا جائیگا - سردست تیاری شروع کر دی گئی ہے لیکن مضمون نگار حضرات سے درخواست ہے کہ وہ معین تاریخ اشاعت کے اعلان کا انتظار نہ فرمائیں - بلکہ ابھی سے اپنے مضامین تیار کر کے بھجوانا شروع کر دیں کیونکہ یہ امر یقینی ہے کہ یہ نمبر انشاء اللہ جلد ہی شائع ہوگا - وباللہ التوفیق -

ایڈیٹر بدر

آپ نے کہا بھارت کے پردھان منتری شری نہرو نے کینیڈا کے ہاؤس آف کامنز میں کہا تھا کہ جب تک دنیا کے کچھ حصے غریبی اور افلاس میں دلدل کاٹتے ہیں تب تک دنیا میں صحیح امن کی سلامتی کی گارنٹی نہیں مل سکتی - آپ نے انہی جذبات سے متحرک ہو کر ہمیں ایٹمی ری ایکٹر لگانے میں بھارت سے تعاون کیا ہے

جالندھر - ۱۶ جنوری - آج سرودے بھون کا ادگھاٹن کرتے ہوئے پنجاب کے گورنر شری این - وی گیڈگل نے کہا ان لوگوں کو جن کے پاس زیادہ دولت ہے وہ غریبوں کو دان کر دیں ورنہ سرکار ٹیکسوں کے ذریعہ ان کی وہ دولت وصول کر لے گی - آپ نے کہا کہ سماج کا ڈھانچہ ایسا ہونا چاہیئے جس میں سب کو انصاف ملے - اور سیاسی - سماجی اور اخلاقی برابری کا درجہ سب کے لئے یکساں ہو آپ نے کہا کہ سرحد سے کا بھی یہی مکتش ہے - شری گیڈگل نے چھوت چھات کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ جب تک لوگوں میں چھوت چھات کے خلاف جذبہ پیدا نہیں ہوتا قانون بھی بے اثر ہو کر رہ جاتا ہے -

لدھیانہ - ۱۶ جنوری - وزیر پنچایت ماسٹر گوربنتا سنگھ نے کل رات یہ انکشاف کیا - کہ پنجاب میں مکمل پنچایت راج کے قیام کے سلسلہ میں ضلع پریشدوں اور پنچایت سمیتیوں کے انتخابات آئندہ ماہ جون یا جولائی میں ہوں گے - ہر پنچایت سمیتی ۱۶ ممبر پنچایتوں کی طرف سے منتخب شدہ ۲ کوآپریٹو سوسائٹیوں کی طرف سے اور ایک مارکیٹ کمیٹی کی طرف سے منتخب شدہ ہوگا - آپ نے مزید بتایا کہ یہ پنچایت سمیتیاں نہ صرف اپنے اپنے بلاک کے علاقے کے بجٹ پر کنٹرول کریں گی بلکہ دیگر تمام لوک بھلائی کے کام بھی ان کے سپرد ہوں گے جو کہ مختلف محکموں کی طرف سے ان کے رقبہ میں شروع کئے جائیں - نیز تمام سرکاری کرمچاری بھی انکے زیر نگرانی کام کریں گے